لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة
ایک دن
رسول اللہ ﷺ
کے
گھر میں
عبدالملک القاسم
دار الابلاغ
DARULIBLAGH

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

DARALIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب

ایک دن رسول اللہ ﷺ کے گھر میں

تالیف .... عبدالملک القاسم

ناشر .... محمد طاہر نقاش

قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

لاہور: دارالاندلس ۔ مرکز القادسیہ 7230549 ۔ دارالسلام شوروم 7232400 ۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585 ۔ مکتبہ سلفیہ 7237184 ۔ کتاب سرائے 7320318 ۔ اسلامی اکیڈمی 7357587 ۔ نعمانی کتب خانہ 7321865 ۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228 ۔ مکتبہ دارالہدیٰ 7639557 ۔ الکریم مارکیٹ لائبریری 6385526 ۔
راولپنڈی: تجلیات طیبہ کشمیری بازار ۔ 5536168 ۔ اسلام آباد: المسعود اسلامک سنٹر 2261356 ۔ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ دارالامین پور بازار ۔ 631204 ۔ کراچی: مکتبہ نور محمد 4965724 ۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137 ۔ مکتبہ دارالقرآن 021-2211998 ۔ مکی کتب خانہ اردو بازار ۔
پشاور: معراج کتب خانہ 214720 ۔ حیدرآباد: مکتبہ دعوت اہلحدیث 0333-2607264

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

فہرست

دیباچہ

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے نبی کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا، اور درود وسلام نازل ہو رسولوں کے سردار اور رحمت للعالمین ﷺ پر۔

اللہ تعالی کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کے بعد:

اکثر لوگ اس زمانے میں غلو کے شکار ہیں، کچھ تو ایسے ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس قدر غلو کیا کہ- اللہ کی پناہ -شرک کے درجے تک پہونچ گئے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کو پکارنا اور آپؐ سے مدد طلب کرنا، اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آپؐ کی سنت اور طریقہ کار سے بالکل ہی غافل ہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کی ہدایت کو زندگی کا مشعلِ راہ بنایا اور نہ ہی اسے رہنما سمجھا۔

آپؐ کی سیرت طیبہ اور لمحات زندگی کو آسان شکل میں لوگوں کو پیش کرنے کے لئے چند اوراق پر مشتمل یہ کتابچہ ہے جو آپؐ کی مکمل سیرتِ طیبہ کو سمیٹ تو نہیں سکتا مگر یہ چند جھلکیاں ہیں جو آپؐ کے اوصاف کریمہ سے ماخوذ ہیں۔

(۱) فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَر
وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمُ

(۲) أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمُ
مِنْ نُورٍ يَلُوحُ وَيَشْهَدُ

(۳) وَضَمَّ الإِلَهُ اسْمَ النَّبِي إِلَى اسْمِهِ
إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

(۴) وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا أَحْمَدُ

(۱) آپؐ کی بابت علم کی انتہا یہ ہے کہ آپؐ بشر ہیں اور

آپ ؐ تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

(۲) وہ ؐ گورے ہیں ان ؐ پر اللہ عزوجل کی جانب سے نبوت کی مہر ثبت کی ہوئی ہے جو چمکتی ہے اور (آپ ؐ رسالت کی) گواہی دیتی ہے۔

(۳) اور اللہ تعالی نے آپ ؐ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا لیا جیسا کہ مؤذن پانچوں وقت کے اذان میں کہتا ہے:

أَشْهَدُ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللهِ۔

(۴) اور اللہ تعالی نے آپ ؐ کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ آپ ؐ کا مرتبہ بلند کرے پس عرش والا محمود ہے اور یہ احمد ہیں)۔

اگرچہ اس دنیا میں ہم پیارے نبی ﷺ کے دیدار سے محروم رہے اور روز وشب نے ہمارے اور آپ ؐ کے درمیان دوریاں پیدا کر دی ہیں، پھر بھی اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں ان لوگوں

کے زُمرے میں کردے جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(ہماری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں! صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم تو ہمارے اصحاب ہو، ہمارے بھائی تو وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے، صحابہؓ نے کہا: یارسول اللہؐ آپ کے امتی جو ابھی تک اس دنیا میں آئے ہی نہیں آپ انہیں کیوں کر پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: بھلا تم دیکھو اگر کسی شخص کے سفید پیشانی، اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے، سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا؟! صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لے گا، آپؐ نے فرمایا: تو میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے اس

حال میں کہ بسبب وضو اُن کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں چمکتے ہوں گے، اور میں حوضِ کوثر پر اُن میں سب سے پہلے پہونچا رہوں گا......) [صحیح مسلم شریف]۔

ہم اللہ عزوجل سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اُن لوگوں کے زُمرے میں کردے جو آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی طلب میں لگے رہتے ہیں، نیز آپؐ کے سنت کی اتباع کرتے اور آپؐ کے طور طریقے کو اپناتے ہیں، اور ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العالمین ہمیں ہمیشہ ہمیش والی جنت میں آپؐ کی رفاقت عطا کرے، اور آپ ﷺ کی کدوکاوش کا بھرپور بدلہ عنایت کرے۔

اور درود وسلام نازل ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔

عبد الملک القاسم

زیارت

ہمیں چاہئے کہ ہم گزرے ہوئے زمانے کی طرف لوٹیں اور گزشتہ صفحات کی ورق گردانی کریں، ہم اُسے پڑھیں اور غور فکر کریں، حروف اور الفاظ کے واسطے سے اللہ کے رسول ﷺ کے گھر کی زیارت کریں، آپکے گھر میں داخل ہوں اور اُس کی حالات سے واقف، اور اُس کے حادثات سے آشنا ہوں، اور آپ کی باتوں کو سنیں، بیتِ نبوی میں ہم صرف اور صرف ایک دن قیام کر کے عبرت حاصل کریں اور آپ کے قول وفعل سے اپنے دل کو منور کریں۔

دورِ حاضر میں لوگوں کے علم آشکارا ہوئے اور کتب بینی کی کثرت ہوئی جس کے نتیجے میں لوگ کتب، رسائل، قلم اور ادر

دیگر وسائل کے ذریعہ شرق وغرب کی زیارت کرنے لگے، ہم رسول اللہ ﷺ کے گھر کی شرعی زیارت کے ان سے زیادہ حقدار ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم آپ ؐ کے گھر کے ماحول کو غور سے دیکھیں اور جس چیز کی بھی معرفت حاصل ہو اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشس کریں۔

وقت کی تنگی کے باعث ہم فقط بیت نبوی ﷺ کے اہم گوشوں کا ملاحظہ کریں گے، اور ہم اپنے آپ کو اس کے سانچے میں ڈھالیں گے، نیز اپنے گھروں میں اسے عملی جامہ پہنائیں گے۔

برادران اسلام: ہم بیتے ہوئے لمحات اور گزرے ہوئے زمانے کی سیر فقط انہیں سننے اور دیکھنے کے لئے نہیں کر رہے ہیں، بلکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھکر، اس پر عمل کر کے،

اور آپ کے طور طریقے پر چل کر، آپ کی محبت کو واجب سمجھ کر ہم اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی حاصل کریں گے، اور آپؐ سے محبت کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ ہم ہر اس چیز میں آپؐ کی اطاعت کریں، جس کا آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے، اور اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچائیں جس سے آپؐ نے ہمیں منع فرمایا ہے، نیز ہم ہر اس خبر کی تصدیق کریں جسے آپؐ نے ہم تک پہونچایا ہے۔

اللہ عزوجل نے آپؐ کی اطاعت اور آپؐ کی حکم بجا آوری، نیز آپ کو پیشوا اور نمونہ ہونے کے بارے میں فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [آل عمران: ٣١].

(کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالی بخشنے والا بڑا مہربان ہے)۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيراً﴾ [الأحزاب: ۲۱].

(یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ۔ موجود ہے، ہر اس شخص کیلئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے)۔

اللہ تعالی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تابعداری کا ذکر قرآن شریف کے اندر تقریباً چالیس مرتبہ دہرایا ہے، اور بندوں کی سعادت اور آخرت کی نجات اتباع رسول ﷺ ہی میں

مضمر ہے چنانچہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ☆ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [النساء: ۱۳، ۱۴].

(اور جو اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ☆ اور جو شخص اللہ تعالی کی اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور ایسوں ہی کے لئے رسوا کن عذاب ہے)۔

اور رسول ﷺ نے اپنی محبت کو ایمان کی چاشنی کے حصول کا سبب بتایا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(جس شخص کے اندر تین باتیں ہوں گی اسے ایمان کی چاشنی مل گئی: یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک دوسرے تمام لوگوں سے محبوب ہوں......) [متفق علیہ]۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: (اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم میں کا کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ بیٹے سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں) [متفق علیہ]۔

ہمیں چاہئے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو سیکھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

سفر

رسول اللہ ﷺ کے گھر کا سفر، آپؐ کی حیات طیبہ کے سنہرے لمحات اور آپؐ کے بہترین طریقہ کار میں اگر ہم ثواب کی امید رکھیں تو یہ بہت ہی دل چسب بات ہے، یہ نصیحت، عبرت، سیرت، نمونہ، اتباع اور اقتداء ہے، اور ہمارا یہ سفر کتابوں اور صحابہ کرامؓ سے مروی واقعات کے ذریعہ ہوگا ورنہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے لئے رخت سفر باندھنا جائز نہیں ہے خواہ وہ سفر کسی قبر کیلئے ہو یا اللہ کے رسول ﷺ کے گھر کا یا اور کہیں کا ہو، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلاَّ إِلَى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدُ الأَقْصَى" [متفق عليه].

(تین مسجدوں: مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصی کے علاوہ

اور جگہ کا سفر نہ کیا جائے)۔

ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کا حکم بجا لائیں اور ثواب کی امید کرتے ہوئے ان تینوں مسجدوں کے علاوہ اور کہیں کے لئے رخت سفر نہ باندھیں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ۷].

(اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو، اور جس سے روکیں رک جاؤ)۔

اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے صرف اسی طریقے کی جستجو اور تلاش میں ہوں جس میں ہمارے لئے نمونہ اور مثال ہو، ابن وضاح فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فتنہ کے ڈر سے اس پیڑ کو کاٹنے کا حکم دے دیا جس کے

نیچے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی گئی تھی اور وہ کاٹ دیا گیا کیونکہ لوگ وہاں جا جا کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیئے تھے [صحیح بخاری ومسلم]۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ غار حراء کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ اللہ کے نبی ﷺ اس غار میں نبوت سے پہلے یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، اور اسی غار میں آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی، لیکن نزول وحی کے بعد نہ تو آپؐ اور نہ آپؐ کے صحابہ اس غار پر کبھی چڑھے اور نہ ہی اس کے قریب گئے، حالانکہ نبی کریم ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والے نبوت کے بعد دس سال سے بھی زیادہ مکہ میں رہے، نہ کبھی آپؐ نے غار حراء کی زیارت کی، اور نہ ہی اس پر چڑھے، اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ مکہ کئی بار تشریف لائے مثلاً حدیبیہ کا عمرہ، فتح مکہ

جس میں آپ نے تقریباً مکہ میں بیس دن قیام کیا، اور جعرانہ کا عمرہ، لیکن آپؐ غارحراء کے پاس نہ تو آئے اور نہ ہی اس کی زیارت کی [مجموع الفتاوی: ۲۷/۲۵۱]۔

اب ہم مدینہ منورہ کا نظارہ کررہے ہیں اور مدینہ کی سب سے بڑی نشانی ہمارے سامنے احد پہاڑ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ" [متفق عليه].

(یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے الفت رکھتا ہے اور جس سے ہم محبت کرتے ہیں)۔

قبل ازیں ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوں، اس کی بنیاد اور شکل کو دیکھیں، ہمیں آپؐ کے چھوٹے گھر اور معمولی بستر پر متعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے

بارے میں سب سے بڑے زاہد اور اسے کمتر سمجھنے والے تھے
آپ دنیا کی زیب وزینت کو دیکھتے، اور نہ ہی اس کی دولت کو،
بلکہ آپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز میں تھی [سنن نسائی]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بارے میں فرمایا:

"مَا لِي وَلِلدُّنيَا، مَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا" [رواه الترمذی].

(ہمیں دنیا سے کیا لینا دینا، ہماری اور دنیا کی مثال تو اس مسافر کی سی ہے جس نے گرمی کے دنوں میں سفر کیا، اور کسی سایہ دار درخت کے نیچے ایک گھنٹہ آرام کیا، پھر چھوڑ کر چلا گیا)۔

اب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئے ہیں اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے ہیں...... یہ کھجور کے تنے، مٹی اور بعض پتھروں

سے بنے ہوئے ازواج مطہرات کے حجرے ہیں جن کی چھتیں کھجور کی ہیں۔

اور حسنؒ کہتے تھے کہ میں عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں داخل ہوتا تھا اور ان کی چھتوں کو۔ نیچی ہونے کی وجہ سے۔ ہاتھوں سے چھو لیتا تھا۔

یہ خاکساری کا مظاہرہ کرنیوالا گھر چھوٹے چھوٹے کمروں پر تو ضرور مشتمل تھا لیکن ایمان، فرمانبرداری اور وحی و رسالت سے معمور اور آباد تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

اب ہم بیت نبویؐ سے قریب ہوکر دروازے پر دستک دے رہے ہیں تاکہ ان پاک ہستیوں کے ساتھ جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہے تصور کی دنیا کا سیر کرسکیں، اور انؓ

سے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو سن کر یہ محسوس کریں کہ جیسے ہم بھی آپ ﷺ کی لذتِ دیدار سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔

براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهاً، وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقاً، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيرِ" [رواه البخاري].

(آپ ﷺ چہرہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خوبصورت اور اخلاق میں سب سے اچھے تھے، نہ تو آپ اتنے لمبے تھے کہ ظاہر ہو اور نہ ہی پست قد کے تھے)۔

نیز فرماتے ہیں: (نبی کریم ﷺ درمیانہ قد اور چوڑے مونڈھوں والے تھے، آپؐ کے بال کانوں کی لو تک لٹکتے تھے، ایک بار میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑوں میں دیکھا، میں نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز کبھی دیکھی ہی

نہیں)[صحیح بخاری شریف]۔

ابو اسحاق سبیعی سے مروی ہے(کہ ایک مرتبہ براء بن عازبؓ سے ایک آدمی نے سوال کیا: کیا اللہ کے رسول ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ آپؓ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ چاند کی طرح تھا) [صحیح بخاری شریف]۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: (میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ نرم کوئی چیز چھوا ہی نہیں خواہ وہ دیباج ہو یا ریشم، یا اور کوئی چیز ہو، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم کی خوشبو سے بڑھکر کوئی خوشبو کبھی نہیں سونگھا) [صحیح بخاری اور مسلم]۔

اور آپ ﷺ کی صفات مطہرہ میں سے تھا حیا، یہاں تک کہ آپؐ کے بارے میں حضرتِ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: (نبی

ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے، پس جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہمیں آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتا تھا) [صحیح بخاری شریف]۔

یہ مختصر باتیں آپ ﷺ کی ہیئت اور طبعی خصلتوں سے متعلق تھیں، آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو فطری اور طبعی طور پر مکمل بنایا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا طرزِ گفتار

ہم نے رسول اللہ ﷺ کا تصور میں دیدار تو کرلیا، اور آپ کے بعض صفات کے بارے میں بھی سنا، اب ہمیں آپ ؐ کی پیاری باتیں، اور آپ ؐ کا اندازِ گفتگو دیکھنا چاہیئے کہ آپ ﷺ کس کیفیت اور انداز سے لوگوں سے مخاطب ہوا کرتے تھے۔

حضرتِ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ: (اللہ کے رسول ؐ تمہاری

طرح پے در پے نہیں بلکہ آپ واضح کلام فرماتے تھے اور ایک ایک بات کو ٹھہر ٹھہر کر کہتے کہ آپ کی باتوں کو آپ کے پاس بیٹھنے والا ہر کوئی محفوظ کر لیتا تھا) [سنن ابوداود]۔

آپؐ آسان اور نرم انداز میں بات کرتے تھے، آپؐ کو یہ بات بے حد عزیز تھی کہ آپؐ کی بات سمجھی جائے، اور آپؐ اس بات کے حریص تھے کہ لوگوں کے درمیان ڈفرنس، ان کی سمجھ بوجھ، اور ریچ کرنے کی صلاحیت کی رعایات کریں، اور اس کے لئے ضروری تھا کہ آپؐ بردبار صبر کرنے والے ہوں۔

حضرتِ عائشہؓ سے مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چیت ایک ایک لفظ جدا جدا ہوتی تھی جسے ہر سننے ولا سمجھتا تھا)

[سنن ابوداود]۔

آپ غور کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدرِ مبارک کتنا کشادہ اور وسیع

تھا کہ آپؐ اپنی باتوں کو دہراتے تھے تا کہ سمجھنے والا آسانی سے سمجھ سکے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ (رسول ﷺ ہر بات کو تین بار دہراتے تھے تا کہ اسے سمجھ لیا جائے)[صحیح بخاری شریف]۔

اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے اور سہمے ہوئے لوگوں کے دلوں سے خوف کا ازالہ کرتے تھے کیونکہ بعض لوگوں پر آپ کو دیکھ کر ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جب آپ اس سے مخاطب ہوئے تو وہ کانپنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اپنے آپ پر قابو رکھو کیونکہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں تو سوکھا گوشت کھانے والی ایک عورت کا بیٹا ہوں)

[سنن ابن ماجہ]۔

گھر کے اندر

ہمیں اجازت مل گئی اور اب ہم اس امت کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں تاکہ اِدھر اُدھر نظر دوڑائیں اور صحابہ کرامؓ اس گھر کے فرش اور ساز سامان کی کیفیت ہم سے بیان کریں۔

اور ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ان حجروں پر نظر صرف اس لئے ڈال رہے ہیں کہ جو کچھ ان میں ہے ہم اسے اپنا نمونہ اور آئیڈیل بنائیں، یہ ایسا گھر ہے جس کی بنیاد تواضع اور خاکساری پر رکھی گئی ہے، اور اس کا راس المال ایمان ہے کیا تم دیکھتے نہیں اس کی دیواروں پر ذی روح کی تصویروں کے نام ونشان تک نہیں پائے جاتے، جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ

دیواروں کو تصویروں سے سجائے رکھتے ہیں!! آپؐ نے فرمایا:

(فرشتے ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتّا یا

تصویریں ہوں) [متفق علیہ]۔

پھر تم رسول ﷺ کے روزمرہ استعمال آنی والی بعض چیزوں

پر نظر ڈالو، حضرتِ ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ

نے ایک لکڑی کا بھدّا سا لوہے کی تاروں سے بندھا پیالہ نکالا

اور کہا: (ثابت، یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے) [متفق علیہ]۔

اس پیالے میں آپ ﷺ پانی، نبیذ (۱)، شہد، اور دودھ نوش

فرمایا کرتے تھے [سنن ترمذی]۔

---

(۱) ابن حجر اپنی کتاب فتح الباری میں رقم طراز ہیں کہ نبیذ سے مراد یہ

ہے کہ چند کھجور پانی میں بھگو دیا جائے، وہ لوگ پانی کو میٹھا بنانے کے لئے

ایسا کرتے تھے]۔

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیتے تھے) [متفق علیہ]۔

(یعنی آپؐ برتن سے منہ ہٹا کر تین مرتبہ سانس لیتے تھے)۔

اور آپ ﷺ نے (-پانی کے- برتن میں سانس لینے، یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے) [سنن ترمذی]۔

رہی گئی بات اس زِرہ کی جسے رسول اللہ ﷺ جہاد اور جنگی محاذ پر پہنا کرتے تھے تو وہ اِس وقت گھر میں نہیں ہے، کیونکہ اسے آپؐ نے ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض گروی رکھا تھا جسے آپؐ نے بطور قرض لیا تھا، جیسا کہ حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا ہے [متفق علیہ]۔

اور اللہ کے رسول ﷺ اپنے اہل کے پاس اچانک تشریف

نہیں لاتے تھے، بلکہ آپؐ اُن پر داخل ہوتے وقت انھیں خبر دیتے تھے، نیز آپؐ ان سے سلام کرتے تھے [زاد المعاد ۲/۳۸۱]۔

برادران اسلام: آپ دور اندیش نگاہ اور محفوظ کرنے والے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر غور فرمایئے: (اسے مبارک ہو جسے اسلام کی ہدایت ملی، اور اس کی روزی اس کے لئے کافی ہو نیز وہ قانع ہو) [سنن ترمذی]۔

اور حکمت سے بھرپور ایک دوسری حدیث کو سماعت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (جس نے امن کہ حالت میں اپنے اہل وعیال میں صبح کیا، اس کا جسم صحیح سالم ہو، اور اس کے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا کہ اسے دنیا کی ساری نعمتیں مل گئیں) [سنن ترمذی]۔

قریبی رشتے دار

اس امت کے نبی ﷺ صلہ رحمی کے بارے اس قدر وفادار تھے کہ جسے بیان کرنا ناممکن ہے، آپ ﷺ اس معاملہ میں تمام لوگوں سے اکمل اور پورے تھے یہاں تک کہ کفار قریش نے بھی آپ ﷺ کی تعریف اور مدح کی، اور آپ ﷺ کو صادق اور امین جیسے صفات سے پکارا، نیز حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے صفات یوں بیان کیے ہیں کہ آپ ﷺ صلہ رحمی اور سچی باتیں کرتے ہیں۔

یہ ہیں نبی اکرم ﷺ جو اہم حقوق میں سے ایک حق، اور اعلی پیمانے کے واجبات میں سے ایک واجب انجام دیتے ہیں، اپنے اس ماں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں جو آپ ﷺ کو سات سال کی عمر میں چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے

کوچ کر گئی تھیں۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور اپنے ارد گرد والے سب لوگوں کو بھی رلا دیا، تو آپ نے کہا: میں نے اپنے رب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت چاہی، تو مجھے اجازت نہ ملی، پھر میں نے ان کے قبر کی زیارت کی اجازت چاہی، تو مجھے اجازت مل گئی، تو تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت یاد کراتی ہے) [صحیح مسلم شریف]۔

غور کیجئے رشتے داروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر، ان کی تبلیغ و ہدایت اور جہنم سے بچانے کی کوشش پر، اور اللہ کے راستے میں درپیش مشقت اور مشکلات کے ضبط و تحمل پر۔

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ ڈراتو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ نے عام وخاص سب کو ڈرایا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو اپنے آپ کو جہنم سے چھڑاؤ، اے مرہ بن کعب کے بیٹو اپنے آپ کو جہنم سے چھڑاؤ، اے عبد شمس کے بیٹو اپنے آپ کو جہنم سے چھڑاؤ، اے ہاشم کے بیٹو اپنے آپ کو جہنم سے چھڑاؤ، اے عبدالمطلب کے بیٹو چھڑاؤ اپنے آپ کو جہنم سے، اے فاطمہ چھڑا اپنے تئیں جہنم سے اس لئے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا، البتہ جو تم مجھ سے رشتہ رکھتے ہو اس کو میں جوڑتا رہوں گا۔ یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہوں گا۔) [صحیح مسلم شریف]۔

اور یہ ہیں وہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے اپنے چچا ابو طالب کو

دین کی دعوت دینے میں نہ تو ملل محسوس کیا اور نہ ہی تھک ہار کر بیٹھ گئے بلکہ بار بار دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ دعوت کا مشن لیکران کے پاس اس وقت بھی گئے جب وہ آخری سانس لے رہے تھے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب ابو طالب مرنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے میرے چچا تم ایک کلمہ لا إلہ إلا اللہ کہہ لو مجھے۔ قیامت کے دن۔ اللہ عزوجل کے پاس ایک دلیل مل جائے گی، ابوجہل اور عبداللہ ابی امیہ نے کہا: ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ پس وہ دونوں برابر اپنی بات دہراتے رہے بالآخر ابو طالب نے آخری جو بات کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے

دین پر مرتا ہوں، نبی ﷺ نے کہا: میں اس وقت تک تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ منع نا کیا جاؤں پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ "پیغمبر اور مومنوں کو جب مشرکوں کا دوزخی ہونا معلوم ہوگیا تو اب ان کو یہ مناسب نہیں کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں گو وہ ان کے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں"، اور یہ آیت اتری ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ...﴾ "اے پیغمبر یہ نہیں ہوسکتا کہ تم جس کو چاہو راہ پر لگاؤ") [صحیح بخاری شریف]۔

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی زندگی میں بار بار یہاں تک کہ موت کے وقت بھی اسلام کی دعوت دی، پھر ان کے

مرنے کے بعد ان پر رحم دلی کی بنا پر اور حسن سلوک کرتے ہوئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرنا شروع کر دیا یہاں کہ اس بارے میں آیت نازل ہوئی پھر آپؐ نے اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے مشرکوں اور قرابت داروں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بند کر دیا۔

یہ آپؐ کی امت پر مہربان ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے، پھر یہ اس دین کی محبت اور کفار سے کنارہ کش ہونے کی بھی ایک دلیل ہے چاہے وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱) نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ
مِنَ الرُّسُلِ، وَالأَوْثَانُ فِي الأَرْضِ تُعْبَدُ

(۲) فَأَمْسَى سِرَاجاً مُسْتَنِيراً وَهَادِياً
يَلُوحُ كَمَا لاَحَ الصقيل المُهندُ

(۳) وَأَنْذَرَنَا نَاراً، وَبَشَّرَ جَنَّةً

وَعَلَّمَنَا الإِسْلَامَ فَلِلّٰهِ نَحْمَدُ

(۱) وہ ایک ایسے نبیؐ ہیں جو ہمارے پاس نا امیدی اور رسولوں کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد آئے ایسی حالت میں کہ زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

(۲) پس آپؐ چمکتا ہوا آفتاب اور ہدایت کا راستہ بتانے والے ہو گئے، اور آپ ہندی صیقل شدہ تلوار کی طرح چمکتے ہیں۔

(۳) ہمیں جہنم سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی، اور ہمیں اسلام سکھایا پس ہم اللہ ہی کی حمد بیان کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے اندر

انسان کا گھر اس کی حقیقی کسوٹی ہے جو اس کے بہترین اخلاق، کمال ادب، اچھی زندگی اور اس کے ذات کی صفائی کو بیان کرتی ہے، کیونکہ انسان کو دیوار کے پیچھے بند کمرے میں کوئی نہیں دیکھتا، وہ اپنی بیوی اور نوکروں کے ساتھ طبعی اور فطری حالت میں بغیر کسی تصنع اور مجاملت کے پوری خاکساری سے پیش آتا ہے حالانکہ وہ اس گھر کا سردار ہوتا ہے جس کا حکم چلتا ہے اور اس کے ماتحت لوگ کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں۔

ہمیں اس امت کے رسول اکرم، رہبر کامل اور معلم اوّل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ آپؐ اس عظیم مرتبہ اور بلند مقام پر ہونے کے باوجود اہل خانہ کے ساتھ کس طرح پیش

آتے تھے؟۔

حضرتِ عائشہؓ سے کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے اندر کیا کرتے تھے؟ فرمایا: (آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑوں سے جوئیں نکالتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے تئیں خدمت میں لگے رہتے تھے) [سنن ترمذی ومسند احمد]۔

یہ خاکساری، عدمِ تکبر اور کسی غیر کو کام کی مشقت میں نہ ڈالنے کا ایک نمونہ ہے، نیز بہترین شرکت اور اچھی معاونت ہے جسے بنی نوع انسان کے برگزیدہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، آپؐ اس مبارک گھر میں ہوتے جس سے اس دین حنیف کی روشنی پھیلی اور اتنا کچھ نہ ہوتا جس سے آپؐ اپنا پیٹ بھرتے آپؐ پر درود اور سلام نازل ہوں۔

نعمان بن بشیر نبی ﷺ کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ (میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا انھیں ردی کھجور بھی میسر نہیں ہوتا تھا جس سے وہ شکم سیر ہوتے) [صحیح مسلم شریف]۔

حضرتِ عائشہؓ سے روایت ہے کہ (ہم آل محمد ﷺ مہینہ گزر جاتا تھا ہمارے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، ہمارا کھانا صرف کجھور اور پانی ہوتا تھا) [صحیح بخاری شریف]۔

کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو نبی ﷺ کو عبادت اور فرمانبرداری کے کاموں سے روکتی، جیسے آپ حي علی الصلاۃ، حي علی الفلاح کی آواز سنتے دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ کر فوراً لبیک کہتے!

اسود بن یزید نے کہا میں نے حضرتِ عائشہؓ سے سوال کیا کہ نبی ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ جواب دیا: (اپنے اہل کی

خدمت میں ہوتے تھے پھر جب آذان سنتے تو نکل جاتے) [صحیح مسلم شریف]۔

آپ ﷺ سے یہ بالکل ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی فرض نماز گھر میں پڑھی ہو، مگر اس وقت جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے، بخار کا دباؤ ہوا اور گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا۔

اپنی امت پر مہربان اور مشفق ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ نے باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں پر سخت انکار کیا اور فرمایا: (یقیناً میں نے تو ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں تاکہ قائم کی جائے پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ نماز پڑھائے، اور میں چند لوگوں کو لے کر نکلوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھ ہوں پھر جو نماز میں نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں) [صحیح مسلم شریف]۔

آپ ؐ نے یہ صرف نماز باجماعت کی اہمیت اور نماز کے عظیم

الشان ہونے کی وجہ سے فرمایا، آپ ؐ کا ارشاد ہے: (جس نے آذان سنی اور جواب نہیں دیا۔ یعنی مسجد کو نہیں گیا۔ تو بغیر عذر کے اس کی نماز نہیں ہوگی) اور عذر کا مطلب ہے خوف یا مرض۔

کہاں ہیں وہ نمازی جو مسجد کو چھوڑ کر اپنی بیویوں کے بغل میں نمازیں ادا کرتے ہیں، کہاں ہے مرض اور خوف کا عذر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طور طریقہ

انسان کے حرکات وسکنات ہی سے اس کی دانشمندی کی پہچان اور دل کے بھید کی عکاسی ہوتی ہے۔

سب سے بہتر آپ ؐ کے اخلاق وعادات کے بارے میں جاننے اور دقت سے بیان کرنیوالی ام المؤمنین حضرتِ عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما ہیں، کیونکہ یہی وہ ہیں جو آپ ؐ

کے ساتھ سوتے جاگتے، بیماری وصحت اور ناراضگی وخوشی ہر حالت میں رہتی تھیں۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: (رسول اللہ ﷺ بدزبان، فحش گو نہ تھے، نہ ہی بازاروں میں اونچی آواز میں بولتے، اور نہ ہی برائی کا جواب برائی سے دیتے تھے، بلکہ آپؐ معاف فرماتے اور درگزر سے کام لیتے تھے) [مسند احمد]۔

اُس نبیؐ کے اوصاف جو اپنی امت کے لئے سراپا رحمت، ہدایت، اور نعمت تھے آپؐ کے نواسے حضرت حسینؓ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپؓ سے آنحضرت ﷺ کی مجلس میں آپؐ کی سیرت طیبہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: نبی ﷺ خوش مزاج، بہترین اخلاق، نرمی برتنے والے، نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی سخت دل، نہ ہی اونچی آواز میں بولتے،

نہ تو کسی کو عیب لگاتے نہ بخیلی کرتے تھے، اپنی ناپسندیدہ چیزوں کی پروا نہ کرتے، آپ سے امیدیں وابستہ کرنے والا کبھی مایوس اور نامراد نہیں ہوتا تھا، اپنے آپ کو تین چیزوں سے دور رکھا: ریا و نمود، زیادہ بولنا، اور لایعنی باتیں، اور لوگوں کو تین باتوں سے آزاد رکھا: نہ آپ کسی کی مذمت کرتے، نہ ہی کسی کی عیب جوئی کرتے، اور نہ ہی کسی کے پوشیدہ باتوں کو جاننا چاہتے، اور آپ صرف وہی بات کرتے جس میں ثواب کی امید ہوتی، آپؐ جب بات کرتے تو اہل مجلس سر جھکائے یوں خاموش ہوتے گویا کہ ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئیں ہیں، پھر جب آپؐ اپنی باتیں پوری کر لیتے تب وہ بولتے، آپؐ کے اصحاب باہم گفتگو میں کوئی اختلاف نہیں کرتے تھے، آپؐ کی مجلس میں کوئی بات کرتا تو سب خاموش ہو کر سنتے یہاں

تک کہ اس کی بات مکمل ہو جاتی، آپ کے اہل مجلس کی بات
وہی ہوتی جو ان میں کا پہلا شخص کرتا، آپؐ اس بات پر ہنستے
جس پر سب لوگ ہنستے، اور آپ اس بات پر متعجب ہوتے جس
پر سب لوگ تعجب کرتے، اجنبی کی سخت کلامی اور سوال پر صبر
وتحمل سے کام لیتے، یہاں تک کہ آپؐ کے اصحاب آپ کی مجلس
میں اجانب کی شرکت کی تمنا کیا کرتے تھے، اور آپؐ فرماتے:
(جب تم کسی ضرورت مند کو اپنی حاجت طلب کرتے دیکھو تو
اس کی مدد کر دیا کرو)، نیز آپؐ احسان کا بدلہ دینے والے
کے سوا کسی سے تعریف قبول نہ کرتے تھے، اور آپ کسی گفتگو
کرنے والے کو اس تک نہ ٹوکتے جب تک کہ وہ حد سے تجاوز
نہ کر جاتا پھر آپؐ اس پر انکار کرتے ہوئے اس کی بات پر
ٹوکتے یا اسے مجلس سے نکل جانے کا حکم دیتے [سنن ترمذی]۔

اس امت کے نبیؐ کی عادتوں اور خصلتوں پر ایک ایک کر کے غور کرو، انہیں اپنانے کی کوشش کرو اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے اپنے نفس سے جہاد کرو کیونکہ یہ خیر کا مجموعہ ہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں سے یہ بھی تھا کہ آپ اپنے ہمنشینوں کو دین کے احکام سکھاتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا: (جس کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ اللہ تعالی کے سوا کسی دوسرے شریک کو اللہ کے برابر سمجھ کر پکارتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا) [متفق علیہ]۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں سے یہ بھی ہے: (مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالی کے منہی کردہ امور کو چھوڑ دے) [صحیح بخاری ومسلم]۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں سے یہ بھی ہے: (رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف جانیوالوں کو قیامت کے دن نورِ کامل کی بشارت دیدو) [سنن ترمذی]۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: (مشرکوں سے اپنے مال، جان، اور زبان سے جہاد کرو) [سنن ابو داود]۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بندہ اپنے منہ سے وہ بات نکال بیٹھتا ہے جسے سوچتا نہیں، اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنا دور گر پڑتا ہے جتنی کی مشرق اور مغرب کے درمیان ہے) [متفق علیہ]۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں لعنت کرنے والا نہیں، بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں) [صحیح مسلم شریف]۔

اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مجھے- حد سے زیادہ تعریفیں کر کے- اتنا نہ چڑھاؤ جتنا کہ

نصاری نے ابن مریمؑ کو چڑھایا) [متفق علیہ]۔

جندب بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ دن پہلے سنا آپ کہہ رہے تھے: (میں اللہ تعالی کی طرف اس بات سے براءت ظاہر کرتا ہوں کہ تم میں کا کوئی میرا دوست ہو، پس اللہ تعالی نے مجھے اپنا دوست بنالیا ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کو دوست بنایا تھا، اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا، سنو! تم سے پہلے والے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں) [صحیح مسلم شریف]۔

بنابریں ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز نہیں جس میں ایک یا بہت سی قبریں ہوں۔

سرور کائنات ﷺ کی بیٹیاں

جاہلیت کے زمانے میں بیٹی کی پیدائش والدین کے حق میں ہی نہیں بلکہ پورے خاندان کے لئے سیاہ دن تصور کیا جاتا تھا، اور بات یہاں تک پہونچ گئی تھی کہ لوگ رسوائی اور عار کے خوف سے بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا ایک ایسا عمل تھا جس سے سخت دلی کا مظاہرہ ہوتا تھا، اور اس میں شفقت ومحبت کی کوئی جگہ نہ تھی، لڑکیاں زندہ دفن کردی جاتی تھیں اور اس جرم میں وہ لوگ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تھے۔

ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جب ان کے گھر میں بچی کی پیدائش ہوتی تو اسے چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ جب وہ

چھ سال کی عمر کو پہونچتی تو اس کی ماں سے کہتے کہ اس کا میکپ کر دو تا کہ میں اسے اس کے سسرال والوں کے پاس گھما لاؤں، اور پہلے ہی سے اس کے لئے صحرا میں موت کا کنواں تیار ہوتا تھا، جب وہ وہاں پہونچتے تو بچی کو کنوئیں کے اندر جھانکنے کو کہتے، جب وہ کنوئیں کی طرف دیکھتی تو سخت دلی اور وحشیانہ حرکت کرتے ہوئے اسے دھکا دیکر اس میں گرادیتے۔

اس جہالت بھرے مجتمع میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم اور دینِ حنیف کو لیکر جلوہ افروز ہوئے جس نے عورت کو ماں، بیوی، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے روپ میں عزت بخشا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو آپ کی محبت کا ایک بڑا حصہ ملا، چنانچہ حضرت فاطمہؓ جب آپؐ کے پاس آتیں تو آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیتے اور اپنے خاص مجلس میں بیٹھاتے، اور اسی طرح آپ

صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس جاتے تو وہ آپؐ کے مبارک ہاتھ کو چوم لیتیں اور اپنے خاص مجلس میں بیٹھاتیں [سنن ابوداود، ترمذی اورنسائی]۔

بیٹیوں کی اسقدر محبت اور عزت کے باوجود بھی جب یہ آیت ﴿تَبَّتْ یَدَا أَبِی لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ نازل ہوئی تو ابولہب کے دونوں بیٹے عتبہ اور عتیبہ سے صبر اور احتساب کرتے ہوئے اپنی دونوں بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم کے طلاق پر راضی ہو گئے اور آپؐ نے اس بات کو بالکل ہی ناپسند کیا کہ دین کے مہم کو چھوڑ دیں یا اس سے پھر جائیں۔

قریش نے آپؐ کو دھمکیاں دیں اور ڈرایا یہاں تک کہ آپؐ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دیدیا گیا پھر بھی آپؐ نے ثابت قدم رہکر صبر سے کام لیا اور دعوت دین کے مشن کو جاری

رکھا۔

آپ ﷺ کی اپنی بیٹی کے لئے بہترین استقبال اور خوشدلی کی صورتوں میں سے یہ بھی ہے جو حضرتِ عائشہؓ بیان کرتی ہیں (کہ رسول اللہ کی سب بیویاں جمع ہوئیں کوئی باقی نہ رہی پھر فاطمہ آئیں بالکل رسول اللہ ﷺ کی طرح ان کی چال تھی، آپ نے فرمایا: مرحبا میری بیٹی اور ان کو اپنے دائیں یا بائیں طرف بیٹھالیا) [صحیح مسلم شریف]۔

اور نبی کریم ﷺ کی اپنی بیٹیوں پر شفقت اور محبت میں سے یہ بھی تھا کہ آپ ان کی زیارت، خبر گیری اور درپیش مشاکل کو حل کرتے، ایک مرتبہ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراءؓ کا چکی پیستے پیستے جو ہاتھوں کا حال ہوگیا تھا اس کی شکایت کرنے اور خادم مانگنے نبی ﷺ پاس آئیں، اتفاق سے رسول اللہ ﷺ نہ ملے تو یہ

سب حال حضرتِ عائشہ سے کہہ دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے ذکر کر دیا، حضرتِ علیؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستر پر جا چکے تھے، ہم نے اٹھ کھڑا ہونا چاہا لیکن آپ نے فرمایا: نہیں اپنی جگہ پر رہو پھر آپؐ آ کر ہمارے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا پھر آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں لونڈی اور غلام سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ جب تم بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو ۳۴ بار اللہ أکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ کہو یہ تم دونوں کے لئے لونڈی اور غلام سے بہتر ہے) [صحیح بخاری شریف]۔

ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و تحمل اور جزع وفزع نہ

کرنے میں ایک بہترین نمونہ ہے، حضرت فاطمہؓ کے علاوہ آپؐ کی زندگی ہی میں آپؐ کے سارے بیٹے اور بیٹیاں فوت ہوگئیں تھیں لیکن نہ تو آپؐ نے گال پر تھپڑ مارا، نہ تو دامن چاک کئے اور نہ ہی تعزیت کی دعوت اور پارٹی کی بلکہ، آپؐ نے اللہ کے قضاء وقدر پر راضی ہوکر صبر واحتساب سے کام لیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے پر عظمت وصیتیں اور حکمت سے بھرپور احادیث چھوڑی ہیں جو غمزدہ اور مصیبت کے مارے لوگوں کے لئے غمگسار اور معاون ہیں۔

انھیں وصیتوں اور احادیث میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے جو غمزہ کے لئے تسلی بخش اور مصیبت زدہ کے حق میں نجات کا باعث ہے:

"إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي

وَأَخْلِفْ لِي خَيْراً مِنْهَا"

(ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں، اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت کا ثواب اور اس کے بدلے میں اس سے اچھا عنایت فرما) [صحیح مسلم شریف]۔

اور اللہ تعالی نے ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ کو مصیبت زدہ لوگوں کے لئے ملجا اور ماوی بنایا ہے، نیز صبر کرنیوالوں کو اجر عظیم کا وعدہ اور قیامت کے دن ثواب کی بشارت دی ہے ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

(صبر کرنے والوں کو ہی ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے) [الزمر: ۱۰]۔

ازدواجی زندگی

فیملی کی چھوٹی سی دنیا میں عورت کو ایک بنیادی اور مرکزی مقام حاصل ہے، انسان کو فطری طور پر اس سے قربت اور تسکینِ دل حاصل ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (پوری دنیا فائدے کی چیز ہے اور دنیا کی سب سے زیادہ فائدہ مند چیز نیک بیوی ہے) [جامع صغیر]۔

آپ کے اخلاق حسنہ اور باہم زندگی بسر کرنے کی اچھائیوں میں سے یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہؓ کو ان کے نام آخری جزء حذف کر کے یا عائش کہہ کر پکارتے، نیز ایسی خبر سناتے جس سے دل خوشی کے مارے اچھل اٹھتا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یا

عائش، یہ جبریلؑ ہیں جو تمھیں سلام عرض کر رہے ہیں) [متفق علیہ]۔

یہ ہیں بہترین اخلاق میں مکمل اور مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بڑھکر اس امت کے نبیؐ، جو کہ بہترین معاشرت، نرمی برتنے، اور بیویوں کے نفسیاتی اور عاطفی رغبت کی معرفت رکھنے میں ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں، جنھوں نے بیویوں کو وہ مقام ورتبہ عنایت کیا جو ہر بنت حوا کی خواہش ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نزدیک پسندیدہ ہو۔

حضرتِ عائشہؓ نے کہا کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپؐ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھکر پیا تھا اور پانی پیتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے لیتے اور اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں

نے لگایا تھا) [صحیح مسلم شریف]۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں تھے جیسا کہ منافقوں کا خیال ہے اور مستشرقین نے باطل دعوے اور من گھڑت تہمت تراشی کی ہے بلکہ آپ بہترین اور آسان ازدواجی زندگی کے متلاشی تھے۔

حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کو بوسہ دیا پھر نماز کے لئے نکلے اور وضو نہیں کیا) [سنن ابوداود، ترمذی]۔

اور بہت سے مقامات پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نزدیک عورت کے بلند مرتبہ کو واضح انداز میں بیان کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ شخصیت ہے جنھوں نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے جواب میں فرمایا اور انھیں اس بات کی تعلیم دی کہ بیوی کی محبت انسانِ کامل کو رسوا ہرگز نہیں کرتی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ لوگوں میں آپ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا، عائشہ [متفق علیہ]۔

جو شخص اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے احادیث پر غور کرے کہ رسول ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے [صحیح بخاری شریف]۔

اس امت کے نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو فرحت وانبساط پہونچانے میں کسی بھی مناسبت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، (میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلی اور میں اس وقت لحیم شحیم نہیں تھی، آپ

نے لوگوں کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا جب وہ آگے نکل گئے تو کہا آؤ ہم -دوڑ- میں مقابلہ کرتے ہیں، تو میں نے مقابلہ کیا پس میں آگے نکل گئی اس کے بعد آپ خاموش رہے یہاں تک کہ مجھے گوشت آ گئے، میں بھاری بھر کم بدن والی اور موٹی ہوگئی، اور آپؐ کے ساتھ ایک سفر میں نکلی تو آپؐ نے لوگوں کو آگے نکل جانے کا حکم دیا پھر مجھ سے کہا کہ آؤ مقابلہ کرتے ہیں پس آپؐ آگے نکل گئے، آپ ہنسنے لگے اور کہا یہ اس کے بدلے میں ہے) [اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا]۔

یہ ایک پاکیزہ کھیل کود اور حد درجے کا پہونچا ہوا اہتمام ہے، کہ آپؐ لوگوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور بیوی سے دوڑ میں مقابلہ کرتے ہیں تا کہ اس کے دل کو سرور پہونچا سکیں، پھر آپؐ بیتے ہوئے لمحے کو یاد دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اس

کے بدلے میں ہے۔

موجودہ زمانے میں جو اللہ کی کشادہ زمین کی سیر کرے اور اس دنیا میں آباد مختلف اقوام کے صاحب عزت و رفعت لوگوں کے حالات پر غور کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال پر تعجب کرے گا کہ وہ ایک مہربان نبی، کامیاب سپہ سالار، قریش و بنو ہاشم کا بیٹا، ایک دن فتح و نصرت کی حالت میں ایک عظیم لشکر کی قیادت کرتے ہوئے لوٹتے ہیں پھر بھی آپ امہات المؤمنین سے محبت کرنے والے نرمی برتنے والے ہیں، قیادت، سفر کی دوری اور فتح آپ کو ہرگز اس بات سے غافل نہیں کرتیں کہ آپ کے ساتھ کمزور عورتیں بھی ہیں جنھیں سفر کی مشقت اور تکان کو دور کرنے کے لئے شفقت و محبت اور عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔

امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صفیہ بنت حیی سے شادی کر کے غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو آپ حضرت صفیہؓ کے اونٹ کے اردگرد ایک پردہ لگاتے پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا لگا دیتے پھر حضرتؓ صفیہؓ آپ کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں) [صحیح بخاری شریف]۔

یہ ایک منظر ہے جو رسول اللہؐ کے تواضع اور خاکساری پر واضح دلیل ہے آپؐ نبی مرسل اور کامیاب قائد ہو کر اپنی امت کو تعلیم دے رہے تھے کہ اپنی بیوی کے لئے متواضع اور خاکسار ہونے، اس کی مدد کرنے اور اسے خوشی دینے سے انسان کی قدر و قیمت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آتی۔

اور امت کے لئے آپؐ کی وصیتوں میں سے ہے آپ نے فرمایا: (خبردار، عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو)۔

تعددِ زوجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ بیویوں سے شادیاں کیں جو امہات المؤمنین کے نام سے مشہور ہوئیں، آپؐ نے نو بیویوں کی موجودگی میں وفات پائی، ان پاکباز بیویوں کو کیا ہی بلند مرتبہ وعزت حاصل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن رسیدہ، بیوہ، مطلقہ اور ناتواں ہر قسم کی عورتوں سے شادیاں کیں ان گیارہ بیویوں کے درمیان صرف حضرتِ عائشہؓ کنواری تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین سے ایک ساتھ شادیاں کرکے عدل اور انصاف میں ایک نایاب مثال قائم کردی، حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ

کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرع اندازی کرتے، جو جس کا بھی نام نکل آتا آپ اسے اپنے ساتھ لے جاتے، اور آپ نے ہر بیوی کے لئے دن اور رات کو تقسیم کر رکھا تھا۔

اور آپؐ کے عدل وانصاف کے ایک زندہ جاوید مثال میں سے وہ واقعہ ہے جسے حضرتِ انسؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں آپ جب ان کی باری کرتے تھے تو پہلی بیوی کے پاس نویں دن تشریف لاتے تھے، اور بیویوں کا قاعدہ تھا کہ جس کے گھر میں آپؐ ہوتے اس کے گھر جمع ہوتی تھیں، ایک دن آپ جنابِ عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تھے اور بیوی زینبؓ آئیں اور آپؐ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا، تو حضرتِ عائشہؓ نے کہا کہ یہ زینب ہیں سو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا) [صحیح مسلم شریف]۔

یہ سب عدل اور انصاف رسول اللہ ﷺ کے لئے توفیق الٰہی اور الہام ربانی کہ وجہ سے تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ قول و فعل سے اپنے رب کا شکریہ ادا کرتے تھے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کو عبادت کی ترغیب دلاتے اور اللہ رب العزت کے حکم ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾ (اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی ان پر جمارہ، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پرہیزگاری ہی کا ہے) کی تعمیل کرتے ہوئے عبادت پر ان کا تعاون بھی کیا کرتے تھے [متفق علیہ]۔

حضرتِ عائشہؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نماز ادا فرماتے رہتے اور

میں آپ کے بچھونے پر چوڑائی میں سوئی ہوئی تھی پھر جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے بیدار کر دیتے) [صحیح بخاری شریف]۔

اللہ کے نبی ﷺ نے تہجد کی نماز پر لوگوں کو برابھارا ہے اور اس کے لئے شوہر و بیوی کو باہم اعانت پر رغبت دلائی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اللہ رحم فرمائے اس آدمی پر جو رات میں بیدار ہوا اور تہجد کی نماز ادا کی اور اپنی بیوی کو بیدار کیا پس اس نے نماز ادا کیا، اور اگر جاگنے سے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا، اور اللہ رحم کرے اس عورت پر بھی جس نے رات میں نید سے اٹھ کے نماز تہجد ادا کی اور اپنے شوہر کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اٹھنے سے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

مسلمان کے کمال اور دین پر قائم و دائم رہنے کی دلیل یہ ہے

کہ وہ اپنے ظاہر کا اہتمام کرے تا کہ اس کا باطن مکمل طور پر صاف وشفاف ہو جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ پاک دل، صاف ستھرا بدن والے، اور بہترین خوشبو والے تھے، آپ مسواک پسند کرتے تھے اور مسواک کرنے کا حکم دیتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر میری امت پر دشوار گزار نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا)۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے [صحیح مسلم شریف]۔

اور شریح بن ہانیؒ نے کہا کہ میں نے حضرتِ عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ گھر میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے کیا کام

کرتے تھے؟ فرمایا مسواک کرتے تھے [صحیح مسلم شریف]۔

اہل خانہ کے استقبال کے لئے مسواک کیا ہی بہترین صفائی اور ستھرائی کی چیز ہے! اور کیا ہی اچھی تیاری ہے!۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے وقت کہتے: "بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا".

(اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے نکلیں گے، اور اپنے رب پر ہم نے بھروسہ کیا) پھر آپ اہل خانہ پر سلام کرتے۔

برادران اسلام: کیا ہی بہتر ہوگا تمہارے اہل خانہ کے لئے کہ تم ان پر صفائی وستھرائی کے ساتھ ان پر سلام کرتے ہوئے داخل ہو، نہ کہ زدوکوب، لعن وطعن، اور ڈانتے ڈپٹتے ہوئے۔

ہادیٔ عالم ﷺ کی ظرافت

قائداعظم نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنی امت، لشکر، کمانڈرز اور اہل خانہ کا بارگراں اٹھانے کے ساتھ ساتھ آپ وحی، وعبادت اور دیگر کاموں میں مشغول ہوتے تھے، یہ سب اتنی بڑی ذمے داریاں ہیں جسے پورا کرنے سے کوئی بھی انسان عاجز اور تھک ہار کر بیٹھ سکتا ہے، لیکن رسول اکرم ﷺ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا اور کسی کی بھی حق تلفی نہیں کی۔

اس قدر بارگراں اور مشغولیت کے باوجود بھی آپ ﷺ نے بچوں کے لئے اپنے دل میں جگہ رکھی، آپؐ بچوں سے کھیلتے، مذاق کرتے، ان کے دل میں جگہ بناتے اور انھیں خوشیاں

پہونچاتے، جیسا کہ آپ ؐ کبھی کبھی بڑوں سے بھی مذاق کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم لوگوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: (ہاں، مگر میں صرف حق بات کہتا ہوں) [مسند احمد]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاحیہ باتوں میں سے حضرتِ انسؓ روایت کرتے ہیں، کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا: (اے دو کانوں والے) [سنن ابو داود]۔

نیز حضرتِ انسؓ سے روایت ہے، کہا کہ ام سلیم کے پاس ایک لڑکا تھا جس کا نام تھا ابو عمیر، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تو اس سے مذاق کرتے، ایک دن آپ ؐ اس سے مذاق کرنے کیلئے آئے تو اسے مغموم پایا آپ ؐ نے فرمایا: کیا بات ابو عمیر غمگین

کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کا نغر -ایک چڑیا- جس سے وہ کھیلتا تھا مر گیا، تو آپؐ نے یہ کہہ کر اسے پکارنا شروع کیا: "يَا أَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ"۔
(کہو ابو عمیر تمہاری نغیر تو بخیر ہے؟) [متفق علیہ]۔

بڑے لوگوں کے ساتھ بھی رسول اللہ ﷺ دل لگی کے معاملات کیا کرتے تھے، حضرت انسؓ انہیں میں سے ایک کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: زاہر بن حرام نامی ایک بدشکل دیہاتی تھے جن سے نبی اکرم ﷺ کو الفت تھی، ایک دن نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور وہ اپنا ساز وسامان بیچ رہے تھے، آپ ﷺ نے انھیں پشت کی جانب سے اپنے باہوں میں بھر لیا اور وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکے تو کہا یہ کون ہے مجھے چھوڑو؟ پھر جب انھوں نے نبی ﷺ کو پہچان لیا تو اپنا پیٹھ نبی ﷺ کے

پیٹ سے چمٹنے کی وجہ سے جدا نہ ہونا چاہتے تھے، اور نبی ﷺ کہنے لگے: (بولو کون اس غلام کو خریدے گا؟) زاہر نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ، تب تو آپ میری قیمت بہت ہی کم پائیں گے، نبی ﷺ نے فرمایا: (لیکن تو اللہ کے نزدیک گراں ہے)

[امام احمد نے روایت کیا]۔

یہ آپ ﷺ کی شریفانہ خصلتوں اور طبعی فیاضی کی ایک جھلک تھی۔

اپنی قوم اور اہل کے ساتھ خوش مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے ہنسنے کی ایک حد یہ تھی کہ آپ صرف مسکراتے تھے، جیسا کہ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (میں نے نبی ﷺ کو کبھی پورے طور پر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا کوّا دکھائی دیتا، بلکہ آپ تو صرف مسکراتے تھے) [متفق علیہ]۔

اس خوش طبعی اور باہم خوشگوار زندگی گزارنے کے باوجود اگر اللہ تعالی کی حرمت کی پامالی دیکھتے تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور بدل جاتا، چنانچہ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے گھر کے سائبان پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا جس پر مورتیں بنی ہوئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو اتار کر پھینک دیا نیز آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اور فرمایا: عائشہ! سخت از سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق جیسا خود بھی بناتے ہیں) [متفق علیہ]۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گھر میں نمایاں اور ظاہر طور پر تصویریں رکھنا حرام ہے، اور دیواروں پر لٹکی یا روم کے زاویوں، آلماریوں اور ٹیبلوں پر نصب تصویریں حرمت

میں اس سے بھی زیادہ سخت ہیں، اس معصیت میں ملوث حضرات گنہگار ہونے کے ساتھ ساتھ رحمت کے فرشتوں کی آمد سے بھی محروم ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب تم میں کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کا کنارا پکڑے اس سے اپنا بستر جھاڑے اور بسم اللہ کہے، کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کے بعد اس کے بستر پر کونسی چیز آئی پھر، جب لیٹنے لگے تو داہنی کروٹ پر لیٹے اور کہے:

"سُبْحَانَکَ، اللَّهُمَّ رَبِّي بِکَ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِکَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا

فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ"۔

(اے میرے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، اے میرے پروردگار تیرا نام لے کر میں زمین پر کروٹ رکھتا ہوں اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا، اگر تو میری جان کو روک لیوے تو اس کو بخش دے، اور اگر چھوڑ دیوے تو اس کی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے) [صحیح مسلم شریف]۔

ہر مسلم مرد وزن کے لئے آپ ﷺ کی توجیہ اور ارشاد یہ تھا:

(تم جب اپنے بستر پر جاؤ تو نماز کے لئے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنے داہنے پہلو پر سو جاؤ) [متفق علیہ]۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ہر رات کو جب اپنے بچھونے پر جاتے تو اپنی ہتھیلیاں ملا کر ان میں پھونکتے اور یہ سورتیں پڑھتے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ

أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر جہاں تک ہوسکتا اپنے ہتھیلیوں کو اپنے بدن پر پھیرتے، پہلے سر اور منہ پر ہاتھ پھیرتے اور بدن کے سامنے کے حصے پر پھیرتے، اور اسی طرح تین بار کرتے) [صحیح بخاری شریف]۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے:

"الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لا كَافِيَ لَهُ وَلا مُؤْوِيَ"۔

(شکر ہے اس اللہ کے لئے جس نے ہم کو کھلایا ارو پلایا، اور ہمارے لئے کافی ہوا، اور ٹھکانا دیا، کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے لئے نہ کوئی کافی ہے نہ کوئی ٹھکانا ہے) [صحیح مسلم شریف]۔

حضرتِ ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ دوران

سفر رات میں پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ لیٹتے اور صبح کے کچھ پہلے پڑاؤ ڈالتے تو بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر اپنا چہرہ رکھتے [صحیح مسلم شریف]۔

برادران اسلام: اللہ رب العزت نے ہمارے اوپر جو اپنی نعمتیں نچھاور کر رکھی ہیں اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے بارے میں سوچئے اور غور کیجئے جو کہ خاتم النبیین، مخلوقات میں سب سے افضل اور بہتر ہیں۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی [صحیح مسلم شریف]۔

آپ کے پاس آپ کے ساتھیوں میں سے چند لوگ آئے اور حضرتِ عمرؓ بھی تشریف لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کروٹ بدلی تو عمرؓ نے دیکھا آپؐ کے پہلو اور رسیوں کے درمیان کوئی کپڑا نہ تھا، اور رسیوں کے نشانات آپ کے پہلو میں نمایاں تھے تو عمرؓ رونے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: عمر کس چیز نے تمھیں رلا دیا؟ کہا اللہ کی قسم مجھے بخوبی معلوم ہے کہ آپؐ اللہ کے نزدیک قیصر وکسری سے زیادہ مکرّم ہیں، وہ دونوں دنیا کی نعمتوں سے کھیل رہے ہیں اور آپ کو اللہ کا رسول ہوتے ہوئے بھی اس حالت میں دیکھ رہا ہوں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عمر کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ عمر نے کہا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو معاملہ ایسے ہی ہے)[مسند امام احمد]۔

نمازِ تہجد

مدینہ کی رات اپنی سخت تاریکیوں کے ساتھ آپہونچی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد کو نماز اور اللہ کی یاد سے روشن کرلیا، اور اللہ رب العزت کے حکم ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ☆ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلاً ☆ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلاً ☆ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾۔

(اے کپڑے میں لپٹنے والے، رات - کے وقت نماز - میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم، آدھی رات یا اس سے بھی کم کرلے، یا اس پر بڑھا دے، اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر - صاف - پڑھا کر)

کی تعمیل کرتے ہوئے تہجد کی نماز میں، آسمان اور زمین کے خالق سے مناجات کرنے اور تمام امور کے مالک کو پکارنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

حضرتِ ابو ہریرہؓ نے کہا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے اور نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں قدم میں ورم آ جاتا، آپؐ سے کہا جاتا یا رسول اللہؐ، آپ اس قدر عبادت کرتے ہیں جبکہ آپؐ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے؟ فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں) [سنن ابن ماجہ]۔

اور حضرتِ اسود بن یزیدؒ نے کہا میں نے حضرتِ عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل کے بارے پوچھا تو فرمایا: (آپ اول رات میں سوتے، پھر نیند سے بیدار ہوتے پھر اگر آپؐ کو کوئی ضرورت ہوتی تو اپنے اہل کے پاس آتے، پھر جب اذان سنتے تو اچھل پڑتے، اگر آپ جنبی ہوتے تو اپنے اوپر پانی بہاتے ورنہ وضو کرتے اور نماز کے لئے نکل جاتے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کی نماز میں عجیب بات ہوتی تھی

ہمیں اسکی طوالت پر غور کر کے اپنے لئے نمونہ بنانا چاہیئے۔

حضرتِ ابو عبداللہ حذیفۃ بن الیمانؓ نے کہا: میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے سورۂ بقرہ شروع کی میں نے دل میں کہا کہ آپ شاید سو آیتوں پر رکوع کریں گے، پھر آپ آگے بڑھ گئے، پھر میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ایک رکعت میں پوری سورت پڑھیں گے، پھر آپ آگے بڑھ گئے، پھر میں نے خیال کیا آپ پوری سورت پر رکوع کریں گے، پھر آپ نے سورۂ نساء شروع کر دی اور اس کو تمام پڑھا پھر سورۂ آل عمران شروع کر دی اور آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور جب آپ ایسی آیت پر گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ سبحان اللہ کہتے اور جب سوال کی آیت پر گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ کی آیت پر گزرتے تو پناہ مانگتے

پھر آپ نے رکوع کیا اور کہنے لگے سبحان ربی العظیم، اور آپ کا رکوع بھی قیام کے برابر تھا، پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ، پھر رکوع کے قریب دیر تک کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الأعلی کہا اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا) [صحیح مسلم شریف]۔

نماز فجر کے بعد

فجر کی پو پھٹتے ہی مدینہ کی رات سکون پزیر ہوتی، فجر کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد میں منہمک طلوع آفتاب تک بیٹھے رہتے پھر آپ دو رکعت نماز پڑھتے۔

حضرتِ جابر بن سمرۃؓ سے مروی ہے: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا) [صحیح مسلم شریف]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ سنت کے اجر و ثواب کا ذکر کر کے ہمیں اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی ہے۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی، پھر سورج نکلنے تک بیٹھا اللہ کو یاد کرتا رہا، پھر دو رکعت نماز ادا کی، تو اسے مکمل ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے لئے لفظ مکمل (تامّة) کو تین مرتبہ دہرایا [سنن ترمذی]۔

چاشت کی نماز

دن اپنی منزل کا کچھ حصہ طے کر لیتا، آفتاب کی تمازت بڑھ جاتی، چہروں کو جھلسا دینے والی گرمی شروع ہو جاتی، اور چاشت کا وقت آن پہونچتا، کام کاج اور ضروریاتِ زندگی میں لوگ مصروف ہو جاتے، لیکن پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم رسالت،

وفدوں کا استقبال، صحابہ کرام کی تعلیم، اور اہل خانہ کے حقوق جیسی ساری ذمے داریوں کا بار گراں اٹھا کر اپنے رب کی عبادت میں لگ جاتے اور چاشت کی نماز ادا فرماتے۔

حضرتِ معاذہؒ نے کہا میں نے حضرتِ عائشہؓ سے پوچھا کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا (ہاں، چاشت کی نماز آپؐ چار رکعت پڑھتے تھے، اور اللہ عزوجل کی مشیّت کے مطابق زیادہ بھی پڑھتے تھے) [صحیح مسلم شریف]۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیت حضرتِ ابوہریرہؓ کو بھی کی، حضرتِ ابوہریرہؓ نے کہا: میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی: (ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنا، چاشت کے وقت دو رکعت نماز ادا کرنا، اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا) [متفق علیہ]۔

گھر اور نفلی نمازیں

ایمان سے معمور اور عبادت وذکر الٰہی سے بھرپور یہ گھر، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھی اس بات کی تلقین کی ہے کہ ہم بھی اپنے گھروں کو ایمان اور ذکر اللہ سے آباد کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: (اپنی نمازوں میں کچھ اپنے گھر کے لیے بھی باقی رکھا کرو اور اسے قبرستان نہ بناؤ) [صحیح بخاری شریف]۔

علامہ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ تمام سنن اور نوافل جو بغیر سبب ہوا کرتی تھیں اسے گھر میں ادا فرماتے تھے خاص کر کے مغرب کی سنت، کیونکہ آپؐ سے یہ بالکل منقول نہیں ہے کہ آپؐ نے سنن اور نوافل مسجد میں ادا کی ہے۔

نفلی نمازیں گھروں میں ادا کرنے کے بہت سارے فوائد

ہیں، مثلاً اس میں اتباع سنت نبوی پائی جاتی ہے، بچوں اور عورتوں کو نماز کے کیفیت کی تعلیم ملتی ہے، اور قرآن کی تلاوت وذکر الہی کے سبب شیطان گھر سے دور ہوتا ہے، بالآخر اس میں اخلاص کا پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے اور ریا ونمود سے دوری ہوتی ہے۔

رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا

بہت سارے لوگ روتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ وہ کیوں اور کیسے روتے ہیں، ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روتے تھے باوجود اس کے کہ اگر آپ ؐ چاہتے تو ساری دنیا کا خزانہ آپکے ہاتھ میں ہوتا، جنت آپ ؐ کے سامنے ہوتی اور آپ اس کے اعلی ترین

منزل میں ہوتے، آپ ضرور روتے تھے لیکن بندے کی طرح روتے تھے اور وہ بھی اس وقت جب آپؐ اپنے رب سے سرگوشی کر رہے ہوتے تھے اور قرآن کریم کی حکمت آمیز آیتیں سن رہے ہوتے تھے، اور یہ آپ کا رونا رقتِ قلب، باطنی صلاح، خشیتِ خدا، اور عظمتِ الٰہی کی معرفت کی بنا پر ہوتا تھا۔

حضرتِ عبداللہ ابن شخیر نے اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہوئے کہا: (میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز پڑھنے کی حالت میں پہونچا، رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے دیگ کے کھولنے کی طرح آواز آ رہی تھی) [سنن ابوداود]۔

اور حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ذرا قرآن پڑھ کر سنانا، میں نے کہا بھلا آپ کو کیا سناؤں آپؐ پر تو قرآن اترا ہے، آپؐ نے فرمایا

مجھے دوسروں سے سننا اچھا لگتا ہے، پھر میں نے سورۂ نساء شروع کی جب اس آیت پر پہونچا ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ تو دیکھا آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں) [صحیح بخاری شریف]۔

برادران اسلام: تأمل فرمایئے ان چند سفید بالوں کے بارے میں جو آپؐ کے سر میں تھے، اور تقریباً اٹھارہ بال جو آپ کے مبارک داڑھی میں تھے، اِن چند بالوں کے سفید ہو جانے کا سبب خود آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنئے، حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ تو بوڑھے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: (مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور إذا الشمس کورت نے بوڑھا کردیا) [سنن ترمذی]۔

آنحضرت ﷺ کی خاکساری

رسول اللہ ﷺ باعتبار اخلاق سب سے اچھے اور قدر و منزلت میں سب سے کامل تھے، آپ کا خلق قرآن تھا جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کا خلق قرآن تھا، اور پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں اچھی خصلتوں کی تکمیل کردوں) [مسند احمد]۔

اور آپ ﷺ کے تواضع میں سے یہ بھی تھا کہ مدح سرائی، اور حد سے زیادہ تعریف کرنا آپ کے نزدیک غیر مرغوب تھا۔

حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تم لوگ میری حد سے زیادہ تعریفیں کر کے اتنا نہ بڑھاؤ جتنا کہ نصاری نے ابن مریم کو بڑھایا، میں تو ایک بندہ ہوں پس تم

مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو) [سنن ابوداود]۔

حضرتِ انسؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، اے ہم میں سب سے بہتر، اے ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، اے ہمارے سردار، اور اے ہمارے سردار کے بیٹے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اے لوگو! اپنی باتیں کہو، اور دیکھو تمہیں شیطان مدہوش نہ کردے میں محمد، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے اللہ عزوجل کی عطا کردہ مرتبہ سے آگے بڑھاؤ) [سنن نسائی]۔

بعض لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعریفیں کرکے اتنا زیادہ بڑھادیا ہے کہ جس کی انتہاء نہیں، ان کا اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ غیب کی باتیں جانتے تھے، یا آپ نفع اور نقصان پہونچانے کی قدرت رکھتے، ضرورت مندوں کی حاجت روائی اور بیماروں کو

شفا عطا کرتے ہیں، مگر اللہ تبارک وتعالی نے ان ساری باتوں کو آپ ﷺ کی بابت نفی کی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعاً وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ [الأعراف: ۱۸۸].

(آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا جتنا کہ اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہونچتا)۔

یہ نبی مرسل روئے زمین پر بسنے، اور آسمان کے نیچے آباد ہونے والوں میں سب سے بہتر، ہمیشہ اپنے رب سے عاجزی اور رجوع کرنے والے تکبر کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ

آپ تو خاکساروں کے سردار تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: (صحابۂ کرام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہ تھا، پھر بھی وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ آپ کو یہ بات ناپسند تھی) [اسے امام احمد نے روایت کیا]۔

اس امت کے نبی ﷺ کے تواضع اور نایاب خصلت کو دیکھئے کہ آپ ایک مسکین عورت کے لئے کس قدر خاکسار ہوتے ہیں اور اسے اپنے قیمتی اور مشغولیت سے بھرپور وقت کا ایک حصہ عنایت کرتے ہیں۔

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: (ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور کہا مجھے آپ سے ضرورت ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم مدینہ کے جس گلی میں بھی چاہو میں تمہارے ساتھ بیٹھنے کو تیار

ہوں) [امام ابوداود نے روایت کیا]۔

(۱) یَرُوحُ بِأَرْوَاحِ الْمَحَامِدِ حُسْنُهَا
فَيَرْقَى بِهَا فِي سَامِيَاتِ الْمَفَاخِرِ

(۲) وَإِنْ فُضَّ فِي الأَكْوَانِ مِسْكُ خِتَامِهَا
تَعَطَّرَ مِنْهُ كُلُّ نَجْدٍ وَغَائِرِ

(۱) آپؐ نے تمام اخلاق حسنہ کو اپنا لیا پس آپؐ فضیلت کے اعلی چوٹی پر پہونچ گئے۔

(۲) اور اگر آپؐ کے اخلاق حسنہ کے اسرار سارے جہاں میں عیاں ہو جائے تو ہر نشیب وفراز خوشبوؤں سے معطر ہو جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاکساروں کے پیشوا اور سردار تھے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دعوت میں

مجھ کو بکری کا دست یا پاؤں کھانے کے لئے بلایا جائے تب بھی میں ضرور جاؤں، اور اگر مجھ کو کوئی بکری کا دست یا پاؤں تحفہ بھیجے تو اس کو ضرور لے لوں گا) [صحیح بخاری شریف]۔

تکبّر کرنے والوں کو رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہر زمانے اور ہر وقت میں انھیں کبر ونخوت سے روکتی اور منع کرتی ہے۔

حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: (جس کسی کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا) [صحیح مسلم شریف]۔

اللہ کی پناہ، یہ غرور اور گھمنڈ دوزخ تک پہونچانے والا راستہ خواہ ایک رتی کے برابر ہی کیوں نہ ہو!

ایک اکڑ کر چلنے والے گھمنڈی پر اللہ تعالی کی ناراضگی اور نازل شدہ عقاب سے عبرت حاصل کرو!

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایسا ہوا ایک شخص ایک پسندیدہ جوڑا پہنکر بالوں میں کنگھی کیے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالی نے اسے زمین میں دھنسا دیا، وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا) [صحیح بخاری شریف]۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم

یہ مسکین اور ناتواں خادم جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خدمت گزاری اور کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان وتقوی کی بنا پر مناسب مقام عطا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادموں اور مزدوروں کے بابت فرمایا: (تمہارے وہ بھائی جن پر اللہ تعالی نے تمہیں اقتدار دیا ہے، انھیں وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو،

وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو، اور انہیں کسی ایسے کام کی تکلیف نہ دو جوان پر شاق گزرے، اور اگر تم انہیں کوئی ایسا کام دے ہی دو تو ان کی مدد کرو) [صحیح مسلم شریف]۔

برادران اسلام:

کیا آپ نے کبھی کسی خادم کو اپنے مالک کی تعریف کرتے سنا ہے؟! غور فرمایئے حضرتِ انس ؓ کی بات پر جو ایک خادم ہو کر اپنے آقا کے بارے میں ایک عجیب بات، مقبول گواہی، اور پاکیزہ مدح سرائی میں کہتے ہیں: (میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی آپ نے اف تک نہ کہا، اور جب میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ کیوں کیا اور نہ ہی کسی کام کو چھوڑ دینے پر یہ کہا کہ یہ کام کیوں چھوڑا) [صحیح مسلم شریف]۔

چند دن یا چند مہینے نہیں بلکہ مکمل دس سال، یہ عمر کا ایک طویل

ترین جزء ہے جس میں انسان خوشی وغم، رضا وغضب، نفسیاتی ردوبدل واضطراب اور غنا وفقر جیسے حالات سے دوچار ہوتا رہتا ہے پھر بھی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ نہ تو آپؐ نے ڈانٹا اور نہ ہی کبھی کسی کام کا حکم دیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خادم کو مطمئن رکھتے ہوئے ہمیشہ بہترین صلہ دیتے، اس کا اور اس کے اہل خانہ کی ضروریات کو رفع کرتے اور اس کے لئے دست بدعا ہوتے۔

حضرت انسؓ نے کہا میری ماں نے کہا یارسول اللہ، انس آپ کا خادم ہے اس کیلئے دعا کردیجئے، آپ نے فرمایا: "اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ".

(اے اللہ تو اسکے مال واولاد کو زیادہ کرنا، اور جو کچھ اسے عنایت کرنا اس میں برکت دینا)[صحیح بخاری شریف]۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی بے مثال شجاعت اور بہادری کے باوجود بھی ناحق نہ تو کسی کو کبھی رسوا کیا، نہ ہی کبھی کسی کو مارا، اور نہ ہی اپنے ماتحت بیویوں اور خادموں پر سخت دلی کا مظاہرہ کیا۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ نے کہا: (رسول اللہ ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نہ ہی کبھی کسی بیوی یا نوکر کو مارا) [صحیح مسلم شریف]۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ خیر الانام ﷺ کے لئے دوبارہ گواہی پیش کرتیں ہیں، نیز آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور کریمانہ زندگی پر اور بہت سارے لوگوں نے باتیں کیں ہیں یہاں تک کہ کفار قریش نے بھی اعتراف کیا۔

(ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے کبھی بھی کسی ظالم سے ظلم کا بدلہ نہ لیا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ

کسی چیز کی پامالی نہ ہوتی، پس جب اللہ تعالی کے محرمات کی پامالی ہوتی تو آپ ؐ سب سے غضبناک ہوتے، اور جب بھی آپ ﷺ کو کسی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا جب تک کہ معصیت میں واقع ہونے کا خوف نہ ہوتا) [تمہید لابن عبد البر]۔

نیز نبی اکرم ﷺ نرمی برتنے اور عفو ودرگزر کی تعلیم دیتے تھے، ارشاد گرامی ہے: (اللہ تعالی نرمی برتنے والا ہے اور ہر معاملہ نرمی کو پسند کرتا ہے) [صحیح بخاری شریف]۔

مہمان اور تحفہ

انسان کی زندگی میں خواہ وہ معاشرہ، یا خیش واقارب، یا اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو اسے مشفقانہ اور کریمانہ سلوک کی سخت ضرورت ہوتی ہے، تحفہ اور گفٹ ایسی چیز ہے جس سے

ٹوٹے ہوئے دل جڑتے ہی نہیں بلکہ بغض وحسد جیسی بیماریوں سے شفایاب اور پاک وصاف ہوجاتے ہیں، ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ تحفہ قبول فرماتے اوراس کا بدلہ دیتے تھے)[صحیح بخاری شریف]۔

ہدیہ دینا اور تحفہ ملنے پر شکریہ ادا کرنا نفس کی سخاوت اور دل کی صفائی کی دلیل ہے، نیز کریمانہ خصلت انبیاءؑ کی عادت اور پیغمبروں کی سنت میں شمار ہوتا ہے اس معاملہ میں ہمارے رسول جناب محمد ﷺ پیش پیش تھے چنانچہ آپ نے فرمایا: (جو اللہ تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے، ایک دن اور رات تو میزبانی لازم ہے اور تین دن تک افضل ہے اس کے بعد صدقہ ہے، مہمانوں کو بھی چاہئے کہ میزبان کو تنگ کرنے کے لئے یوں ہی پڑا نہ

رہے) [صحیح بخاری شریف]۔

قسم ہے اللہ کی نہ تو زمین اور اس کی نشیب فراز نے اور نہ ہی حجاز اور جزیرۂ عرب نے، بلکہ نہ ہی شرق وغرب نے آپ ﷺ سے بڑھکر شریف اور کریم النفس دیکھا۔

قارئین کرام ذرا توجہ فرمائیں تا کہ نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل واقعہ کو پڑھیں اور نصیحت حاصل کریں۔

حضرتِ سہل بن سعدؓ سے مروی ہے ایک عورت آنحضرت ﷺ پاس آئی اور ایک بُنی ہوئی چادر آپ کے لئے تحفہ لائی اور کہنے لگی اسے میں اپنے ہاتھوں سے بن کر اس لئے لائی ہوں کہ آپ اسے پہنیں، آپ ﷺ نے اس چادر کو ضرورت محسوس کرتے ہوئے لے لیا، آپؐ اس کا تہبند پہن کر باہر نکلے، ایک شخص نے کہا کیا ہی عمدہ چادر ہے آپ مجھے عنایت کر دیجئے،

آپ نے کہا اچھا، پھر آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے پھر آپ واپس گئے اور تہ کر کے اس آدمی کے پاس بھیج دیا، لوگوں نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا، نبی ﷺ نے اسے ضرورت مند ہو کر پہن لیا تھا اور تم نے مانگ لیا جب کہ تم جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے، انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کیلئے نہیں بلکہ اپنا کفن بنانے کیلئے مانگا ہے، حضرتِ سہل کہتے ہیں پھر وہی ان کا کفن بنا) [صحیح بخاری شریف]۔

آپ نبی اکرم ﷺ کے ان کریمانہ خصلتوں پر بالکل متعجب نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو دونوں عالم سے منتخب کیا اور اپنی نگہداشت میں آپ ﷺ کی تربیت فرمائی نیز آپ ﷺ کو پیشوا بنایا۔

جود وکرم میں رسول اکرم ﷺ کی سب سے بہتر اور بڑھکر

مثال بیان کی جاتی ہے حکیم ابن حزامؓ سے روایت ہے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپؐ نے مجھے عنایت کیا، پھر مانگا پھر آپ نے دیا، پھر- تیسری بار- مانگا آپؐ نے مجھے عطا کیا، اور فرمایا: (حکیم! یہ مال سرسبز اور شیریں ہے لیکن جس شخص نے اسے نفس کو سخی کر کے لیا تو اسکے مال میں برکت ہوتی ہے، اور جس نے اس مال کو جی میں لالچ رکھ کر لیا تو اس کے مال میں برکت نہ ہوگی، اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا جو کھائے اور شکم سیر نہ ہو، اور اوپر والا - دینے والا- ہاتھ نیچے والے- لینے والے- ہاتھ سے بہتر ہے...) [صحیح بخاری شریف]-

(۱) وَلَهُـكَـمَـالُ الـدِّيـنِ أَعْـلَـى هِـمَّـةً
يَـعْـلُـو وَيَسْـمُـو أَنْ يُـقَـاسَ بِشَـانِ

(۲) لَـمَّـا أَضَـاءَ عَـلَـى الْـبَـرِيَّةِ زَانَهَـا
وَعَلاَ بِهَـا فَـإِذَا هُـوَ الثَّـقَلاَنِ

(۳) فَوَجَدْتَ كُلَّ الصَّيْدِ فِي جَوْفِ الْفَرَا

وَلَقِيتَ كُلَّ النَّاسِ فِي إِنْسَانِ

(۱) نبی اکرمؐ کو دین کے معاملہ میں وہ کامل اور شامل مرتبہ حاصل ہوا جس کا اور کسی سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) پس آپ کی بعثت تمام انس و جن کیلئے روشنی بن گئی اور اعلیٰ پیمانے پر پہونچ گئی۔

(۳) اور آپؐ کے اندر تنِ تنہا وہ تمام فضل و شرف اور بہترین اخلاق جمع ہو گئے جو تمام بنی نوع انسان کے صفات کو اکٹھا کرنے کے بعد ہی پایا جا سکتا ہے۔

حضرتِ جابرؓ سے روایت ہے: کہ (کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی جاتی اور آپ نہ کر دیتے) [صحیح بخاری شریف]۔

بخشش وعطیات میں تو آپ اس قدر سخی تھے ہی اس کے باوجود آپ نفس کی پاکیزگی، سچی و بے لوث محبت اور حسن معاشرت میں بھی بے مثال تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اپنے ساتھ بیٹھنے والے ہر شخص سے مسکرا کر بات کرتے جس کے نتیجے میں اسے یہ خیال ہوتا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صحابہ میں سب سے محبوب ہے۔

جریر ابن عبداللہ نے فرمایا کہ کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہ روکا، اور جب سے میں حلقہ بگوش اسلام ہوا آپؐ نے جب بھی مجھے دیکھا مسکرا دیا [صحیح بخاری شریف]۔

تمہارے لئے ایک ہی دلیل عبرت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

حضرتِ عبداللہ بن الحارث نے کہا کہ (میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہ دیکھا) [سنن ترمذی]۔

برادر محترم آپ متعجب کیوں ہیں؟ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری حدیث میں موجود ہے (تمہارا اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا صدقہ ہے) [سنن ترمذی]۔

رہے خادم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوگرانقدر اوصاف بیان کئے ہیں کہ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو آپ کے بعض صفات سے متصف ہو، یا وہ تمام صفتیں چند لوگوں کے اندر مل کر پائی جاتی ہوں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفقت ومہربانی میں سب سے بڑھکر تھے، جب بھی کوئی آپ سے سوال کرتا آپ اس کی طرف بھرپور توجہ فرماتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سائل سے اس وقت تک منہ نہ موڑتے جب تک کہ سائل خود نہ مڑ جائے، اور جب بھی کسی

نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو آپ نے بھی اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اور آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس تک نہ کھینچتے جب تک کہ وہ آدمی خود نہ چھڑا لے۔

مہمان کی اسقدر عزت اور دل جمعی کے باوجود آپ ﷺ کی اپنی امت پر مہربانی اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ جوں ہی خلاف شرع کوئی کام دیکھتے تو فوراً ہی ٹوکتے، لہذا حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی ایک انگشتری دیکھا، آپ نے اسے نکال پھینکا اور فرمایا (تم میں سے کوئی جہنم کے انگارے کا قصد کرتا ہے پھر اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے!) [صحیح مسلم شریف]۔

بچوں سے شفقت

سخت دل لوگ تو اس بات سے بالکل ہی ناآشنا ہوتے ہیں کہ رحمت کیا چیز ہے؟ اور نہ ہی ان کے دلوں میں نرمی کی کوئی جگہ ہوتی ہے، بلکہ ان کی مثال ایک سخت پتھر کی طرح ہے، نیز وہ لین دین میں کمتر، انسانی شعور وآگہی اور مہربانی میں پرلے درجہ کے بخیل ہوتے ہیں، لیکن وہ شخص جسے اللہ تعالی نے نرم اور محبت سے لبریز دھڑکتا ہوا دل عطا کیا ہے بیشک وہی بے حد مشفق بے مثال شخص ہے جو سراپا رحمت اور شفقت ہوتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو گود میں لیا پھر آپ نے اسے بوسہ دیا اور سونگھا [صحیح بخاری شریف]۔

اور آپ ﷺ کی یہ رحمت اور شفقت صرف آپؐ کے خیش واقارب کے لئے ہی خاص نہیں تھی بلکہ تمام مسلمانوں کے بچوں کے لئے عام تھی، حضرت اسماءؓ بنت عمیس فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے گھر میں داخل ہوئے پھر آپ نے جعفر کے بچوں کو بلایا، میں نے دیکھا کہ آپؐ نے انھیں سونگھا اور آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے پرنم تھیں، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ کو جعفر کی کوئی خبر پہونچی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، آج وہ شہید ہوگئے، پس ہم لوگ رونے لگے، آپؐ واپس لوٹ گئے اور کہا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ آج ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں مشغولیت میں ڈال دیا ہے [طبقات ابن سعد، ترمذی اور ابن ماجہ]۔

اور ایک مرتبہ مسلمانوں کی شہادت پر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں تو حضرتِ سعد بن عبادہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ تو آپؐ نے جواب دیا: یہ رحمت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے [صحیح بخاری شریف]۔

اور آپؐ کے بیٹے ابراہیم کی فات پر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اور رو رہے ہیں؟! تو آپؐ نے جواب دیا: (اے ابن عوف، یہ رحمت ہے)، پھر آپ دوسری بار روئے اور فرمایا (آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے، پر ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے، بیشک ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غم زدہ ہیں) [صحیح بخاری شریف]۔

آپ کے اخلاق ہمیں اس بات کی دعوت دے رہے ہیں کہ ہم انہیں اپنائیں اور ان پر عمل کریں کیونکہ ہم اِس وقت بچوں سے محبت اور ان کی قدر و قیمت کے احساس کو کھو چکے ہیں، ہمارے یہ بچے آگے چل کر باپ، اور امت کی اہم شخصیات بنیں گے، اور یہ فجر صادق ہیں جس کے لوگ منتظر ہیں، ہم جہالت، غرور، کم خیالی، اور تنگ نظری کی وجہ سے اپنے ان بچوں کے بارے میں اپنے دل کو بند اور ضائع کر چکے ہیں، لیکن رسول ﷺ نے بچوں کیلیئے ہمیشہ اپنے دل کو کشادہ رکھا، آپؐ بچوں سے محبت اور ان کی قدر کرتے اور ان کو بلند مرتبہ عطا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ جب بچوں سے گزرتے تو ان سے سلام کرتے اور کہتے کہ نبی ﷺ کا بھی یہی معمول تھا [متفق علیہ]۔

اور جیسا کہ بچوں کی طبیعت میں مشقت، تھکاوت اور غیر

معمولی حرکت پائی جاتی ہے اس کے باوجود بھی آپؐ بچوں پر ناراض ہوتے اور نہ ہی جھڑکتے اور نہ ہی انہیں ملامت کرتے بلکہ آپؐ ان کے ساتھ نرمی اور اطمینان سے کام لیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے اور آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپؐ کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپؐ نے پانی منگا کر اس پر چھینٹے مارا اور دھلا نہیں [صحیح بخاری شریف]۔

قارئین کرام کیا آپ کے دل میں کبھی یہ بات کھٹکی؟ اس حال میں کہ آپ بیت نبویؐ کی زیارت کا شرف حاصل کر رہے ہیں؟ کہ آپ اپنے چھوٹے اور ننھے منے بچوں کے ساتھ

کھیل کود اور ہنسی مذاق کریں اور آپ ان کے قہقہوں، اور پیاری پیاری باتوں کو سنیں! اس امت کے نبی ﷺ یہ سب کچھ کیا کرتے تھے۔

حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حسن بن علیؓ کیلئے اپنی زبان نکالتے تو وہ آپ کے زبان کی سرخی کو دیکھ کر مسکراتے تھے [سلسلۂ احادیث صحیحہ]۔

اورحضرتِ انسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ام سلمہ کی بیٹی زینب کے ساتھ کھیلتے تھے، اور یا زُوَینب یا زُوَینب کہہ کر بار بار پکارتے تھے [صحیح الجامع]۔

بچوں سے آپ کی شفقت برابر رہتی تھی یہاں تک کہ آپ اہم عبادت میں مصروف ہوتے، آپ نماز پڑھتے تھے اور اپنی نواسی امامہ بنت زینب جو کہ ابو العاص کی بیٹی تھیں اٹھائے

ہوتے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے انھیں اٹھا لیتے پھر جب سجدہ کرتے تو زمین پر بیٹھا دیتے تھے [صحیح بخاری مسلم شریف]۔

محمود بن الربیع سے مروی ہے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کلّی یاد ہے جو آپؐ نے میرے گھر میں موجود کنوئیں سے بھرے ہوئے ایک ڈول سے لے کر میرے منہ پر ماری تھی، اور اس وقت میں پانچ سال کا تھا [صحیح بخاری ومسلم شریف]۔

آپؐ بڑے چھوٹے سب کو تعلیم دیتے تھے، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں ایک دن اللہ کے نبیؐ کے پیچھے سوار تھا کہ آپؐ نے فرمایا: اے لڑکے میں تمھیں چند باتیں سکھاتا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کے احکام کی حفاظت کرو گے تو اللہ کو اپنی طرف متوجہ پاؤ گے، مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے، اور جب مدد طلب

کرو تو صرف اللہ تعالی ہی سے طلب کرو) [سنن ترمذی]۔

بعد اس کے ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین خصلتوں اور سیرتِ طیبہ کے ساتھ چند لمحے گزارا، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان اوصاف حمیدہ کے ذریعہ اپنے دل کو منور کریں اور زندگی کے اس سفر میں اپنے پیچھے اس کا اثر چھوڑیں کیونکہ اللہ تعالی نے ہمارے گھروں کو اُن ننھے منے بچوں سے رونق بخشا ہے جنھیں شفقتِ پدری اور ماں کی ممتا حاجت، نیز کورے کاغذ کی طرح ان کے سادہ دلوں کو خوشیوں کی سخت ضرورت ہے، تاکہ آگے چل کر یہ رحم دل اور بہترین اخلاق سے مزین ہو کر امت کی قیادت کر سکیں، اور یہ سب اللہ رب العزت کی توفیق کے بعد والدین کی بھرپور توجہ پر مبنی ہے۔

بردباری، نرمی اور صبر

زبردستی اور ستم ڈھاتے ہوئے کسی پر گرفت کرنا یا کسی کا حق مارنا ظالموں کا شیوہ ہے، ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے عدل قائم کرنے اور مظلوم کا حق دلانے کے لئے اصول اور ضوابط مقرر کر دیئے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کیلئے خیر، یا خیر تک پہونچنے کیلئے امر ونہی کے احکام مقرر کئے آپ ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھایا، اس لئے ہمیں نبی ﷺ کے گھر میں کسی قسم کے ظلم وگرفت اور لوٹ مار کا کوئی خوف نہیں ہے۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: (رسول اللہ ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی بھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نہ ہی کبھی کسی بیوی یا نوکر کو مارا، اور کبھی بھی کسی ظالم سے ظلم کا

بدلہ نہ لیا جب تک کہ اللہ تعالی کے حرام کردہ کسی چیز کی پامالی نہ ہوتی، تو اس وقت آپؐ اللہ کے لئے انتقام لیتے) [مسند احمد]۔

حضرت انسؓ نے فرمایا (میں نبی ﷺ کے ساتھ جارہا تھا آپ موٹی کناری والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں ایک گنوار نے آپ کو پکڑ لیا اور چادر کو زور سے کھینچا، انسؓ کہتے ہیں میں نے آپ کے مونڈھے کو دیکھا اس پر چادر کو زور سے کھینچنے کے سبب نشان پڑ گیا تھا اس کے بعد کہنے لگا: **محمد!** اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو بھی دلواؤ، آپؐ اس کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور اس کو کچھ دلوادیا) [صحیح بخاری شریف]۔

اور جب آپ غزوہ حنین سے واپس لوٹے تو گنوار آپؐ کے پیچھے ہولئے اور مانگنا شروع کیا پس آپ ایک پیڑ کے پاس

پہونچ گئے جس میں آپ کی چادر پھنس گئی، آپؐ نے فرمایا میری چادر واپس کردو کیا تمہیں مجھ سے بخیلی کا خوف ہے؟ اللہ کی قسم اگر میرے پاس ان پودوں کے برابر بھی نعمتیں ہوتیں تو میں انہیں تمھارے درمیان تقسیم کردیتا، اور تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ پاتے) [بغوی نے روایت کیا اور البانی صحیح قرار دیا]۔

معاملات میں مصلحت کی پہچان اور نرمی، برائی ختم کرنے نیز تعلیم وتربیت کے لئے ایک کارگر علاج ہے۔

صحابہ کرامؓ نے جب ایک شخص کو غلطی کرتے اور اس کے قدم ڈگمگاتے دیکھتے تو ان کی غیرت جاگ اٹھتی اور اسے اس غلط کام سے روکنے میں جلد بازی سے کام لیتے، اور وہ اس بارے میں حق بجانب ہوتے تھے پھر بھی مشفق اور معاملہ فہم پیارے نبی علیہ السلام انہیں اُس کے لاعلمی اور اُس پر عائد آنے

والے نقصانات کی بنا پر منع کر دیتے، اور وہی بہتر ہوتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کو مارنے دوڑے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانے دو، جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں پانی سے بھرا ہوا یا پانی کا ایک ڈول بہادو، دیکھو تم آسانی کرنے کیلئے بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے کو) [صحیح بخاری شریف]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں بہت ہی صبر وضبط سے کام لیا، ہمیں بھی خودغرضی اور مفاد پرستی کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اسوہ بنائیں اور آپ کے طریقے پر چلیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: احد کے دن سے بھی کوئی دن زیادہ سخت آپ پر گزرا

ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے تیری قوم سے بہت آفتیں اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ سخت رنج مجھے عقبہ کے دن ہوا جب میں نے عبد یالیل بن عبد کلال کے بیٹے پر اپنے آپ کو پیش کیا اس نے میرا کہنا نہ مانا میں چلا اور میرے چہرے پر رنج برس رہا تھا پھر مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں قرنِ ثعالب پر پہونچا جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے اور اس میں حضرتِ جبرائیلؑ تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا جو کچھ تمہاری قوم نے کہا اور جواب دیا اللہ تعالی نے سن لیا، اور پہاڑوں کے فرشتے کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم جو چاہو اس کو حکم کرو، پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا پھر سلام کیا اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالی نے تمہاری قوم کی باتیں سن لی ہیں، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور

مجھے تمہارے پروردگار نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس لئے کہ جو تم حکم دو میں سنوں، پھر جو تم چاہو، اگر کہو تو میں انہیں۔ مکہ کے۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس دوں، نبیؐ نے ان سے فرمایا بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ان کی اولاد میں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو خاص اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے [متفق علیہ]۔

حاشیہ: [قرن ثعالب: مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے ایک مقام ہے جہاں نجد والے احرام باندھتے ہیں]۔

دورِ حاضر میں بعض لوگ دعوت وتبلیغ کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں اور بغیر صبر وتحمل کے کامیابی کی امید کرتے ہیں حالانکہ جلد بازی اور خودغرضی دعوت اور اخلاص کے منافی ہے اسی لئے انہیں دعوت وتبلیغ کے میدان میں ناکامی

کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کہاں ہے وہ صبر اور ضبط؟! رسول اکرم ﷺ کی مرادیں صبر وضبط اور طویل جدوجہد کے بعد برآئیں۔

(۱) وَكَيْفَ يُسَامَى خَيْرُ مَنْ وَطِئَ الثَّرَى
وَفِي كُلِّ بَاعٍ عَنْ عُلَاهُ قُصُورُ

(۲) وَكُلُّ شَرِيفٍ عِنْدَهُ مُتَوَاضِعٌ
وَكُلُّ عَظِيمِ الْقَرْيَتَيْنِ حَقِيرُ

(۱) جو روئے زمیں پر سب سے بہتر ہو اس کی برابری کون کرسکتا ہے؟ جبکہ ہر عظیم المرتبہ شخص آپ کے درجے کو پہونچنے سے قاصر ہے۔

(۲) ہر شریف اور رتبے والا آپ کے مقابلہ میں کمتر ہے خواہ وہ مکہ اور طائف کے سردار ہی کیوں نہ ہوں۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: (گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو

دیکھ رہا ہوں آپ ایک پیغمبر کا حال بیان کر رہے تھے جسے اس کی قوم نے مار کر لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نادان ہیں) [متفق علیہ]۔

اور ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے ہمراہ ایک جنازے میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے پاس زید بن سعنۃ نامی ایک یہودی اپنا قرض طلب کرنے آیا، اس نے آپؐ کے گریبان کو پکڑا اور غضبناک ہو کر شدت آمیز لہجہ میں کہا، یا محمد! کیا میرا حق پورا نہیں کریگا؟ حضرتِ عمرؓ غصہ سے تلملا اٹھے اور زید کی طرف دیکھا، اُن کی دونوں آنکھیں چہرے میں گول چھلے کی طرح گردش کر رہی تھیں اور کہا: اللہ کے دشمن! یہ سب کچھ جو میں سن اور دیکھ رہا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ اور کر

رہا ہے؟ اس ذات پاک کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر مجھے آپؐ کے ملامت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیرا سرتن سے جدا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ عمرؓ کو پر سکون لہجے میں دیکھتے رہے پھر فرمایا (عمر! ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تم مجھے بہترین ادا اور اسے اچھے مطالبہ کا حکم دو، عمر اسے لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو، اور اسے بیس صاع کھجور زیادہ ہی دیدینا) ۔

جب حضرتِ عمرؓ نے اسے بیس صاع کھجور زیادہ دیا تو زید (یہودی) نے کہا عمر یہ زیادہ کیسا؟! جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری بدسلوکی کے بدلے تمہیں زیادہ دینے کا حکم دیا ہے، زید نے کہا عمر کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

عمر نے کہا: نہیں، تم کون ہو؟

زید نے کہا: میں زید بن سعنہ ہوں۔

عمرؓ نے کہا: عالم ؟!

زید نے کہا: ہاں، عالم۔

عمر نے پوچھا پھر تمہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟

زید نے کہا: عمر جس وقت میری نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی اسی وقت ان دو باتوں کے سوا نبوت کی ساری نشانیاں میں نے آپؐ کے چہرے سے پہچان لی تھی کہ:

-آپ کی عقلمندی نادانی سے بڑھکر ہے۔

-اور جسقدر آپ کو نادانی کا سامنا ہوگا آپ کی بردباری زیادہ ہی ہوگی۔

اور اب میں نے ان دونوں کو آزما لیا، عمر تم گواہ رہو کہ میں

اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین تسلیم کر کے اور محمد ﷺ سے باعتبار نبی راضی ہو گیا، اور تم کو اس بات پر گواہ مقرر کرتا ہوں میرے مال کا نصف حصہ محمد ﷺ کی امت پر صدقہ ہے۔

حضرتِ عمرؓ نے فرمایا محمد ﷺ کی امت کے وسعت کو تم نہیں پہونچ سکتے اس لئے کہو کی آپ ﷺ کی بعض امت پر، زید نے کہا آپ ﷺ کی بعض امت پر۔

پھر زید (یہودی) رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور کہا: أَشْهَدُ أَلَّا إِلَـهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُحَمَّـداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) [مستدرک حاکم]۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اس واقعہ پر غور و خوض سے کام لیں شاید ہمیں ہمارے پیشوا محمد رسول اللہ ﷺ کے بہترین سیرتِ طیبہ سے کچھ حاصل ہو جائے اور ہم بھی صبر و تحمل سے کام لیں، اور شفقت و عقلمندی کا پیکر بن کر لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں، نیز لوگوں دسروں کے بارے میں حسن ظن کی تعلیم دیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے عمرہ کیلئے نکلی، مکہ پہونچکر میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، دورانِ سفر آپ نے نمازوں کی قصر کی اور میں نے پوری پڑھی، آپ روزہ نہ رہے اور میں روزے سے رہی، آپ نے فرمایا: (عائشہ، تم نے اچھا ہی کیا)، اور آپؐ نے ہمارے اس کام پر کوئی نکیر نہ کی [سنن نسائی]۔

رسول اللہ ﷺ کا کھانا

شرفاء قوم اور حکام کے گھروں میں دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانوں سے لبریز بڑے بڑے برتن صبح وشام آتے اور جاتے ہیں، اور اس امت کے نبی ﷺ جن کے ماتحت ریاستوں اور خادموں کی بھیڑ، رزق سے لدے اونٹوں کی قطار اور جن کے سامنے سیم وزر کی بہتات، کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ آپ کے کھانے اور پینے کی کیا کیفیت تھی؟! شاہانہ زندگی یا اس سے بھی بڑھکر، مالداروں اور دولت مندوں جیسا یا اس سے بھی برتر؟ آپ نبی اکرم ﷺ کے کھانے میں کمی اور بدحالی کو سن کر متعجب نہ ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس صبح وشام کے کھانے میں کبھی بھی گوشت اور روٹی اکٹھا نہیں ہوئی مگر اس حال میں کہ خوراک کم اور کھانے

والے زیادہ) [سنن ترمذی]۔

یعنی نبی کریم ﷺ کبھی بھی تنگدستی اور مشقت کے بغیر آسودہ نہیں ہوئے، اور کبھی آپ آسودہ ہوئے بھی تو آئے ہوئے مہمان کی خاطر داری اور اس کو مانوس کرنے کے لئے۔

ام المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(محمد ﷺ کے گھر والے کبھی بھی مسلسل دو روز جو کی روٹی سے آسودہ نہ ہوئے یہاں تک کہ آپؐ نے داعی اجل کو لبیک کہا) [صحیح مسلم شریف]۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے (آنحضرت ﷺ کے گھر والوں نے جب سے آپؐ مدینہ تشریف لائے تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے) [متفق علیہ]۔

بلکہ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا تھا کہ نبی ﷺ کوئی بھی چیز نہ پاتے جسے تناول فرماتے اور بھوکے ہی سو جاتے تھے! حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: (رسول اللہؐ مع اہل خانہ مسلسل کئی راتیں بھوکے گزار دیتے تھے انہیں رات کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا، اوران کی روٹی زیادہ تر جو کی ہوا کرتی تھی) [سنن ترمذی]۔

دراصل بات قلت اور نایابی کی نہیں تھی، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپؐ کے پاس دولت کی بہتات تھی نیز عمدہ قسم کے مال آپؐ کے پاس اونٹوں پر لد کر آتے تھے لیکن اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ کے لئے مکمل اور درست حالت کو اختیار کیا تھا۔

عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر میں باہر نکلے میں نے- یا اور کسی نے- اس کا سبب پوچھا تو آپؐ نے

فرمایا: (خیرات کے مال میں سے ایک سونے کا ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا، مجھے ناگوار گزرا کہ وہ رات کو میرے پاس رہے سو میں نے اس کو بانٹ دیا) [صحیح بخاری شریف]۔

حیرت انگیز سخاوت، اور بے مثال بخشش تو وہ ہے جو اس امت کے نبی پیارے حبیب ﷺ دست مبارک سے نکلے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایسا کبھی نہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے نام پر سوال کیا گیا ہو اور آپؐ نے نہ دیا ہو، چنانچہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دیدیں۔ یعنی آپؐ نے اسے اتنی بکریاں دیدی کہ دو پہاڑوں کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے بھر جاتی۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا میری قوم کے لوگو مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ تو اتنا کچھ دیتے ہیں کہ پھر

احتیاج کا ڈر نہیں رہ جاتا [صحیح مسلم شریف]۔

اس قدر جود وکرم کے باوجود اس امت کے نبی ﷺ کی حالت پر غور فکر کیجئے......۔

حضرتِ انسؓ نے فرمایا کہ (آنحضرت ﷺ نے مرتے دم تک کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا، اور نہ ہی کبھی باریک چپاتی تناول فرمائی) [صحیح بخاری شریف]۔

اور حضرتِ عائشہؓ نے ذکر کیا ہے کہ (آنحضرت ﷺ ان کے پاس آتے تو کہتے: کچھ ناشتہ کرنے کو ہے؟ جواب دیتیں: نہیں، آپؐ فرماتے: میں روزے سے ہوں) [سنن ترمذی]۔

اور آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ ماہ اور دو ماہ گزر جاتا تھا آپؐ اور آپکے اہل خانہ کا گزارا دو کالی چیزوں۔ کھجور اور پانی۔ پر ہوتا تھا [صحیحین]۔

کھانے میں قلت اور خوردنی اشیاء کی کمی کے باوجود بھی آپ ؐ اپنے بلند اخلاق اور اسلامی آداب کے بنا پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور ساتھ ہی کھانا تیار کرنے والے کا بھی شکریہ ادا کرنا نہ بھولتے، چہ جائیکہ کسی غلطی پر اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے، کیونکہ اس کی کوشش ناکام رہی، اور یہی وجہ تھی کہ آپ ؐ نہ تو کبھی کسی کھانے میں عیب نکالتے، نہ ہی کسی کھانا تیار کرنے والے کو ملامت کرتے، نہ ہی دستر خوان پر موجود کسی چیز کو واپس کرتے اور نہ ہی کسی غیر موجود چیز کو طلب کرتے! آپ ؐ اس امت کے نبی تھے، آپ ؐ کا مقصود صرف کھانا اور پیٹ پالنا نہیں تھا، حضرتِ ابو ہریرہؓ نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو پسند آیا تو تناول فرمایا اور اگر نہ پسند ہوا تو چھوڑ دیا) [متفق علیہ]۔

مختصر طور پر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا قول اپنے ان محترم بھائیوں کے لئے پیش کر رہا ہوں جن کا مقصود صرف کھانا اور پینا ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

رہ گئی بات کھانے اور کپڑے کی، تو اس معاملہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سب سے بہتر طریقہ ہے، اور کھانے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ آپ کو جو کچھ بھی میسر ہوتا اگر خواہش ہوتی تو کھاتے، اور آپؐ دسترخوان پر کسی بھی موجود چیز کو واپس نہ کرتے اور نہ ہی کسی غیر موجود چیز کیلئے کسی کو مشقت میں ڈالتے، پس اگر گوشت اور روٹی میسر ہوتی تو کھا لیتے، اگر پھل، روٹی اور گوشت حاضر ہوتا تو بھی تناول فرماتے، اور اگر صرف کھجور یا فقط روٹی ہی ہوتی تو بھی کھا لیتے، اور اگر دو قسم کا کھانا اکٹھا ہو جاتا تو آپؐ یہ نہ کہتے کہ میں دو قسم کا

کھانا نہیں کھاؤں گا، نیز آپ ﷺ کھانے میں لذت اور مٹھاس کی وجہ سے کبھی کھانے سے نہیں رکتے تھے، اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لیکن میں تو روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، شادیاں کرتا ہوں اور گوشت بھی کھاتا ہوں، پس جو ہمارے طریقے سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

اللہ عزوجل نے پاکیزہ چیزیں کھانے اور اس پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو جس نے پاکیزہ چیزوں کو حرام کیا وہ حد سے تجاوز کر گیا، اور جس نے شکر نہ کیا اس نے اللہ تعالی کا حق ضائع کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کا طریقہ سب سے مناسب اور سیدھا طریقہ ہے، اور اس طریقے سے منحرف ہونا ے والے دو طریقے پر ہوتے ہیں:

۱- کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے نفسانی خواہشات کی پیروی ، کی اور واجبات کو قائم کرنے سے اعراض کیا۔

۲- اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے پاکیزہ چیزوں کو حرام کر کے رہبانیت ایجاد کر لیا جس کا اللہ تعالی نے حکم نہیں دیا اور نہ ہی اسلام میں رہبانیت -دنیا سے قطع تعلق ہونا- ہے۔

پھر شیخ الاسلامؒ نے فرمایا: ہر حلال چیز پاکیزہ ہے، اور ہر پاکیزہ چیز حلال ہے، پس اللہ تعالی نے ہمارے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کر دیا ہے، اور پاکیزہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نفع بخش اور لذت والی ہو، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمارے لئے ہر نقصان دہ چیز کو حرام اور ہر نفع بخش چیز کو حلال کیا ہے۔

پھر شیخ الاسلامؒ نے فرمایا: کھانا، لباس ، بھوک اور آسودگی

کے بارے میں لوگوں کے حالات مختلف ہیں، یہاں تک کہ ایک ہی آدمی کی حالت مختلف ہوتی ہے، لیکن سب سے بہتر عمل وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ اللہ رب العزت کی اطاعت پر مبنی ہو، اور صاحبِ عمل کے لئے زیادہ نفس بخش ہو) [مجموع فتاوی]۔

دوسروں کی آبروریزی پر دفاع

سب سے بہتر مجلس علم اور ذکر الٰہی کی مجلس ہوتی ہے، پھر کیا ہی بہترین وہ مجلس ہے جس میں ابن آدم کے برگزیدہ، اس امت کے نبیؐ اپنی پیاری پیاری باتیں اور تعلیم وارشاد کے ساتھ رونق افروز ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس کی خوبی اور آپ کے ذات کی صفائی یہ تھی کہ آپ خطا کرنے والے کی اصلاح کرتے، گنوار کو تعلیم دیتے اور غافل کو متنبہ کرتے تھے اور آپؐ اپنی مجلس میں بھلائی ہی کو قبول فرماتے تھے، اگرچہ آپؐ ہر گفتگو کرنے

والے کی بات کو غور سے سنتے لیکن آپؐ نہ غیبت کو قبول کرتے تھے اور نہ ہی چغلخوری اور بہتان تراشی سے رضامند ہوتے تھے، اسی لئے آپؐ دوسروں کی طرف سے دفاع کرتے تھے۔

حضرتِ عتبان بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے پھر آپ نے سوال کیا (مالک بن دخشم کہاں ہیں؟) ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے، نہ تو اللہ کو پسند کرتا ہے نہ ہی اللہ کے رسولؐ کو، تو نبی ﷺ نے فرمایا: (اس طرح نہ کہو، کیا تم دیکھتے نہیں اس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے لا إلـــه إلا الله کہا ہے، اور یقیناً اللہ نے اسے آگ پر حرام کردیا جس نے اللہ کی رضا وخوشنودی چاہتے ہوئے لا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہا) [متفق علیہ]۔

اور آپ ﷺ جھوٹی گواہی اور حقوق کی پامالی سے ڈراتے تھے

چنانچہ حضرتِ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ سے آگاہ نہ کروں؟) ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے فرمایا: (اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا: (آگاہ ہوجاؤ! اور جھوٹی گواہی) پس آپؐ برابر اسے دھراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپؐ خاموش ہوجاتے [متفق علیہ]۔

آپ ﷺ نے ام المؤمنین حضرتِ عائشہؓ سے بے لوث محبت کے باوجود بھی انہیں غیبت سے منع کیا اور اس کے عظیم خطرے سے آگاہ کیا، حضرتِ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے صفیہؓ کے بارے میں کہا کہ وہ ایسی اور ایسی ہیں۔ بعض راویوں نے کہا کہ حضرتِ عائشہؓ کا اشارہ صفیہؓ کے

پست قد کی طرف تھا۔ آپ نے فرمایا: (عائشہ! تم نے تو ایسی بات کہہ دی کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ ابال کھا جائے گا) [سنن ابوداود]۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اپنے بھائی کی آبروریزی سے دفاع کرنے پر بشارت دی ہے اور فرمایا: (جو اپنے بھائی کے آبرو سے غیبت کو دفاع کرے گا تو اللہ پر یہ بات اٹل ہے کہ اسے آگ سے آزاد کرے گا) [مسند احمد]۔

ذکر الٰہی کی کثرت

عبادت اور اللہ عزوجل سے دل لگانے میں معلّم اول اور اس امت کے نبیؐ کیلیۓ ایک بڑی شان تھی، کوئی ایسا وقت نہ گزرتا جس میں آپؐ نے اللہ تعالی کا ذکر، تعریف، شکر، اور توبہ واستغفار نہ کیا ہو، جبکہ آپؐ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو

اللہ رب العزت نے معاف کر دیا تھا، پس آپؐ ایک شکر گزار بندہ اور نبی، نیز ثنا خواں رسولؐ تھے، آپؐ نے اپنے رب کے قدر کو پہچانا تو آپؐ نے اپنے رب کا حمد بیان کیا، اسے پکارا اور اس کی طرف رجوع کیا، پھر آپؐ نے وقت کی قیمت کو جانا اور اس سے مستفید ہوئے نیز اس بات کے حریص ہوئے کہ ہر وقت اپنے آپ کو اطاعت اور عبادت میں مشغول رکھیں۔

حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے [صحیح مسلم شریف]۔

اور حضرتِ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں سو مرتبہ شمار کرتے آپؐ کہتے تھے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" [ابو داود].

(اے میرے رب مجھے معاف فرما، اور میری توبہ کو قبول کر،

بیشک تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے)۔

حضرتِ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

(اللہ کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں) [صحیح بخاری شریف]۔

اور حضرتِ عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ سے بھی زیادہ شمار کرتے تھے آپؐ فرماتے:

"رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" [رواه أبو داود].

(اے میرے رب مجھے معاف فرما، اور میری توبہ کو قبول کر بیشک تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے)۔

ام المؤمنین حضرتِ ام سلمہؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ اکثر

جس دعا کا ورد کیا کرتے تھے وہ یہ ہے:

"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ"

(اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا) [رواہ الترمذی]۔

پڑوسی

کیا ہی بہترین رسول اللہ ﷺ کا پڑوس تھا کیونکہ آپ ﷺ کے نزدیک پڑوسی کا بہت بڑا مرتبہ اور مقام تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُه ".

(ہمیں جبریل ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا برابر نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ وہ پڑوسی

کووارث بنادیں گے)[متفق علیه]۔

اور آپ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: (ابو ذر! جب تم گوشت پکاؤ تو شوربہ بڑھادیا کرو اور ہمسایوں کا خیال رکھو)۔

اور آپؐ نے پڑوسی کو تکلیف دینے سے ڈرایا چنانچہ آپؐ نے فرمایا: "لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لاَ یَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ"

[رواه مسلم].

(وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ رہیں)۔

نیز پڑوسی کو مبارک ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ فَلْیُحْسِنْ إِلَى جَارِهُ".

(جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے) [صحیح مسلم شریف]۔

بہترین اجتماعی زندگی

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب آپ کو کسی آدمی کے بارے میں کوئی بات پہونچتی تو آپ یہ نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہو گیا ہے؟ بلکہ آپ یہ کہتے کہ: (لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسی اور ایسی باتیں کرتے ہیں) [سنن ترمذی]۔

اور حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوا جس پر زعفران کے آثار تھے اور ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ آپ کسی کے اندر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے اور اسے کچھ کہتے چنانچہ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: (کاش تم اسے کہتے کہ وہ اپنے سے اس اثر کو دھو

ڈالے) [ابوداود اور ترمذی]۔

حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں خبر نہ دوں جو آگ -جہنم- پر حرام ہے، یا وہ شخص جس پر آگ حرام ہے؟ آگ ہر اُس شخص پر حرام ہے، جو لوگوں سے قریب تر، صاحب وقار، نرمی برتنے والا، اور بہتریں اخلاق سے آراستہ ہو) [سنن ترمذی]۔

حقوق کی آدائیگی

انسان کے اوپر حقوق کی بہتات ہے ... یہ اللہ کا ہے، تو دوسرا اہل وعیال پھر تیسرا اس کے نفس کا، اس کے علاوہ اور بہت سے حقوق بندوں کے بھی ہیں، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اللہ

کے رسول ﷺ نے کس طرح اپنے اوقات تقسیم کیے؟ اور کس طرح اپنے شب و روز سے فائدہ اٹھایا۔

حضرتِ انسؓ نے فرمایا کہ تین آدمی نبی ﷺ کے گھر آئے اور آپؐ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا، جب انہیں بتلایا گیا تو انھوں نے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے کہ ہم کہاں اور کہاں نبی ﷺ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ یعنی ہمیں آپؐ سے کیا نسبت۔، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نمازیں ہی پڑھتا رہوں گا، اور دوسرے نے کہا کہ میں تو ہمیشہ روزہ ہی رکھوں اور کبھی بھی افطار نہ کروں گا، اور تیسرے نے کہا کہ میں تو عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی شادی ہی نہ کروں گا، اسی وقت رسول اللہ ﷺ آپہونچے اور فرمایا:

(کیا تم ہی لوگوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟ اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے بڑھکر پرہیزگار ہوں، لیکن اس کے باوجود میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور شادیاں بھی کرتا ہوں تو جو شخص ہمارے طور طریقے سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں) [متفق علیہ]۔

صبر وشجاعت

دین کی نصرت اور توحید کی بلندی کیلئے صبر وشجاعت کے میدان میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گرانقدر سرمایا تھا اور اللہ تعالی نے جو آپ پر اس معاملے میں انعام کیا تھا وہ برموقع تھا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فی

سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی خادم کو اور نہ ہی کسی عورت کو) [صحیح مسلم شریف]۔

آپؐ کی صبر اور ثبات کا مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے جب آپؐ نے کفار قریش اور عظماء مکہ کے سامنے تنِ تنہا اس دین کی دعوت کو پیش کیا یہاں تک اللہ تعالی کی مدد آپہونچی، لیکن آپؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں مخالف قوم کا اکیلے کیسے مقابلہ کروں گا بلکہ آپ کا اللہ تعالی پر اعتماد اور بھروسہ قائم رہا، اور آپؐ نے دعوت دین کے مہم کو علی الاعلان پیش کیا اور اس پر جمے رہے، اور آپؐ عزم وہمت اور پیش قدمی کے اعتبار سے سب سے بہادر اور آگے تھے۔

آپؐ نے غار حرا میں سالوں اللہ کی عبادت کی اور آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہونچی، قریش نے آپؐ سے کوئی جنگ

وجدال نہ کی، اور نہ ہی طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا، لیکن جب آپ نے توحید اور اللہ کے لئے عبادت کو خالص کرنے کی مہم شروع کی تو سب آپ کے درپے ہو گئے، اور کفار نے آپ کی باتوں سے متعجب ہو کر کہا:

﴿أَجَعَلَ الآلِهَةَ إِلَهاً وَاحِداً﴾ [الزمر : ۳].

(کیا اس نے اتنے سارے معبودوں ایک ہی معبود کر دیا)۔

کیونکہ وہ بتوں کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا نَعبُدُهُم إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللهِ زُلْفَى﴾ [زمر: ۳].

(ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ۔ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں)۔

ورنہ وہ توحید ربوبیت کا اعتراف کرتے تھے، اللہ تعالی کا

ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ قُلِ اللهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَى هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [سبأ: ۲۴].

(پوچھئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے؟ -خود- جواب دیجئے! کہ اللہ تعالی، -سنو- ہم یا تم یا تو یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں؟)۔

برادر اسلام: غور کیجئے کہ آج کس قدر اسلامی ممالک میں شرک عروج پر پہونچ چکا ہے مثلاً قبروں میں مدفون مُردوں کو حاجت روائی کے لئے پکارنا، اللہ تک رسائی کیلئے انہیں وسیلہ بنانا، ان کیلئے نذر و نیاز چڑھانا، ان سے ڈرنا اور امیدیں وابستہ کرنا! یہاں تک کہ شرک میں ملوث ہونے کے باعث انھوں نے اللہ رب العالمین سے اپنا سلسلہ منقطع کرلیا، ارشاد

باری تعالی ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ [المائدة: ۷۲].

(یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اوراس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے)۔

ہم آپ ؐ کے گھر سے شمالی جانب مد مقابل احد نامی پہاڑ کو دیکھیں جہاں ایک بہت بڑا معرکہ پیش آیا اور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری، ثابت قدمی اور زخموں پر صبر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خون آلود، دندان مبارک شہید اور سر پھٹ گیا تھا۔

سہل بن سعدؓ آپ ؐ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (مجھے اچھی طرح یاد ہے، کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زخموں کو دھل رہا تھا، کون پانی ڈال رہا تھا اور کس چیز سے علاج کیا گیا، آپ کی بیٹی فاطمہؓ دھل رہی تھیں، علی ابن ابی طالبؓ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے، جب فاطمہ نے دیکھا کہ پانی سے خون رکنے کے بجائے زیادہ ہوتا جارہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور جلا کر اس کی راکھ کو لگایا جس سے خون بند ہوگیا، آپ کے دندانِ مبارک شہید، چہرہ زخمی اور سر پر خود ٹوٹ گیا) [صحیح بخاری شریف]۔

اور حضرتِ عباس بن عبدالمطلبؓ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب مسلمان پیٹھ پھیر رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کو کفار کی طرف بڑھانا شروع کیا اور میں اس کا لگام پکڑے ہوئے روک رہا تھا تاکہ آگے نہ بڑھے اور آپ کہہ

رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ   أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

(میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)

[صحیح مسلم شریف]۔

بہادر سپاہی، مشہور خیالات کے حامل، اور معروف حوادث والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ، جب جنگ کی آگ بڑھک اٹھتی تھی اور دو قوموں کے بیچ مڈبھیڑ ہوتی تھی اس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں لگ جاتے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی اور دشمنوں سے قریب نہیں ہوتا تھا [صحیح مسلم شریف]۔

دعوت کے معاملہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہترین نمونہ اور مثال بیان کرنے کے قابل ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ایوان

دین کو قائم کردیا، اور آپ کے لشکر جزیرۂ عرب، شام اور ماوراء النہر کا چکر لگانے لگے، بستیوں اور بیابانوں میں داخل ہو گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (یقیناً اللہ کے بارے میں مجھ جیسا نہ کوئی ڈرایا گیا اور نہ ہی مجھ جیسا کسی کو تکلیف پہونچائی گئی، اور کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ تیس دن گزر گئے ہمارے اور بلال کے لئے کسی ذی روح کو کھانے والی صرف اتنی تھوڑی سی کوئی چیز ہوتی تھی جسے بلال اپنے بغل کے نیچے چھپا لیتے تھے) [سنن ترمذی ومسند احمد]۔

آپؐ کے پاس کافی مقدار میں مال اور غنیمت آئے اور اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو بہت سے فتوحات عطا کئے اس کے باوجود بھی آپؐ نے اس دنیائے فانی سے کوچ کرتے وقت کوئی دینار و درہم نہیں، بلکہ آپؐ نے وراثت کے طور علم چھوڑا،

اور یہی نبیوں کا میراث ہوا کرتا ہے، پس جو چاہے اس میراث کو اپنائے اور یہ کیا ہی مبارک ترکہ ہے۔

حضرتِ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کوئی دینار و درہم چھوڑا اور نہ ہی بکری اور اونٹ، اور نہ ہی آپؐ نے کسی چیز کی وصیت فرمائی[صحیح مسلم شریف]۔

دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دعا ایک عظیم ترین عبادت ہے جس کا اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف پھیرنا بالکل جائز نہیں ہے، دعا ہی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بندہ کس قدر اللہ کا محتاج ہے، اور دعا ہی سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بندہ اللہ کے علاوہ تمام تر طاقت اور پناہ سے کس طرح برائے ذمہ ہو جاتا ہے، نیز یہ عبودیت کی نشانی اور

ذلت کا شعار ہے، اور اسی دعا میں اللہ کی حمد وتعریف کی معنویت، سخاوت اور مہربانیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادِةُ" [سنن ترمذی].

ترجمہ: (دعا ہی عبادت ہے)۔

اللہ کے نبی ﷺ بہت ہی زیادہ دعا گو، خاکسار، اور اللہ کی طرف اپنی محتاجی کو ظاہر کرنیوالے تھے اور آپ ﷺ دعاء میں ایسے الفاظ پسند کرتے تھے جو دیکھنے میں کم اور معنویت کے اعتبار سے زیادہ ہوں۔

اور آپ ﷺ کی دعاؤں میں سے ہے:

"اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ

الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ" [رواه مسلم].

ترجمہ: (اے اللہ میرے دین کو سنوار دے جو میری آخرت کا نگہبان ہے، اور میری دنیا کو سنوار دے جس میں میری روزی اور زندگی ہے، اور میری آخرت کو سنوار دے جس میں بازگشت ہے، اور میرے لئے زندگی کو ہر بہتری کا سبب بنا دے، اور میری موت کو ہر برائی سے راحت کا سبب بنا)۔

اور آپ سے مروی دوسری دعا یہ ہے:

"اللَّهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءً أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ" [رواه أبو داود].

(اے میرے اللہ! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے،

آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پالنے والے اور اس کے مالک، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، میں اپنے نفس کی برائی نیز شیطان کی شراکت اور اسکی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی قسم کی کوئی برائی کا ذمہ دار اپنے نفس کو ٹھہراؤں، یا کسی مسلمان کو کوئی اذیت پہونچاؤں)۔

اور آپ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ بھی ہے:

"اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" [رواه الترمذی].

(اے میرے اللہ! تو میرے لئے اپنی حلال کردہ چیزوں کو اپنے محرمات کے بالمقابل کافی کر، اور مجھے اپنے فضل وکرم سے اپنے علاوہ سے بے نیاز کر)۔

اور آپ ﷺ نے جو اللہ تعالی سے دعائیں مانگیں تھیں انہیں میں سے یہ بھی ہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الأَعْلَى ".

ترجمہ: (اے میرے اللہ! تو مجھ کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اور مجھ کو بلند رفیقوں سے ملادے) [متفق علیہ]۔

اور آپ ﷺ اللہ تعالی سے تنگ دستی اور خوش حالی ہر حالت میں دعا کیا کرتے تھے، غزوۂ بدر کے موقعہ پر آپ مسلمانوں کی کامیابی اور کافروں کی ناکامی کیلئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر گر گئی، اور آپ ﷺ اپنے لئے، اپنے اہل خانہ، ساتھیوں اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔

خاتمہ

بعداس کے کہ آپ ﷺ کی احادیث، بہترین سیرت، جہاد اور آپ کی ابتلاء وآزمائش کے ذکر نے ہمارے کانوں میں رس گھولا ہم پر نبی کریم ﷺ کے بہت سارے حقوق ہیں جن کا ادا کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ہمارے لئے خیر کی تکمیل ہو جائے اور ہم سیدھے راستے پر گامزن ہو جائیں۔

آپ ﷺ کی امت پر آپکے جو حقوق ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- آپ ﷺ پر قول وعمل کے ساتھ ایمان لانا۔
- آپ ﷺ کی خبر دی ہوئی ہر بات کی تصدیق کرنا۔
- آپ ﷺ کی اطاعت کرنا اور نافرمانی سے گریز کرنا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم مانتے ہوئے آپکے فیصلے سے راضی ہونا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی کمی وزیادتی کے آپ کا مقام ومرتبہ دینا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا اور نمونہ بنا کر آپ کی اتباع کرنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل، مال، اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب رکھنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام، عزت، اور آپکے لائے ہوئے دین کی مدد کرنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف سے دفاع، اور اسے لوگوں کے درمیان زندہ کرنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے محبت کرنا، ان سے راضی ہونا اور ان کی طرف سے دفاع کرنا اور ان کی سیرت کو پڑھنا۔

۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے آپ پر درود بھیجنا بھی ہے،

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦].

ترجمہ: (بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم۔بھی۔ان پر درود بھیجو اور خوب سلام ۔بھی۔بھیجتے رہا کرو)۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے جس میں آدمؑ پیدا کیئے گئے، اسی دن صور پھونکا جائیگا، اور اسی دن لوگوں پر غشی طاری ہوگی، تو تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمھارا سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ جب آپ فنا

ہو جائیں گے تو ہمارا سلام آپ ؐ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟

آپ ؐ نے فرمایا: (اللہ تعالی نے زمین پر اس بات کو حرام کیا ہے

کہ وہ انبیاء کے بدن کو کھائے) [ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا

اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے]۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو چاہیئے کہ آپکے حق میں

بخیلی سے نہ کام لیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: (بخیل وہ ہے

جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے)

[سنن ترمذی]۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: (جب بھی لوگ کسی مجلس میں بیٹھے

نہ تو اللہ کا ذکر کرتے اور نہ ہی اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو ان پر

حسرت ہوتی ہے، پس اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر

چاہے تو انھیں معاف فرمائے) [صحیح سنن ترمذی]۔

الوداع

اب ہم اِس اطاعت وفرمانبرداری پر قائم اور ایمان سے معمور گھر سے کوچ کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کی سنت نجات چاہنے والوں کے لئے نشان، اور ہدایت کے متلاشی کے لئے راہِ ہدایت ہے، نیز اتباع سنت کے معاملہ میں سلف صالحین کی کوشش ہمارے لئے ایک نصیحت آموز سبق ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رہنمائی اور اچھا نمونہ عطا فرمائے۔

اہل سنت کے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی کوئی حدیث لکھی اس پر عمل کیا یہاں تک کہ مجھ سے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور ابو طیبہ کو ایک دینار دیا، تو میں نے بھی جب پچھنا لگوایا تو حجام کو ایک دینار دیا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان کو کہتے ہوئے سنا کہ جب بھی مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث پہونچی تو میں نے اس پر عمل کیا خواہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو۔

مسلم بن یسار نے کہا کہ میں اپنے جوتوں میں نماز پڑھتا ہوں حالانکہ اس کا نکالنا میرے لئے آسان ہوتا ہے، اور اس عمل سے میں صرف نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

برادران محترم آخر میں آپ کیلئے ایک بہت ہی پر عظمت حدیث پیش ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (میری امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے انکار کیا) صحابۂ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون ہے جو انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: (جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس

نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا) [صحیح بخاری شریف]۔

اے اللہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کی محبت، اور آپ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرما، نہ تو ہم بھٹکے اور نہ ہی ٹھکائے گئے ہوں، اے اللہ تو ہمارے نبی محمدؐ پر رحمتیں نازل فرما جب تک کہ راتوں اور دنوں کا سلسلہ جاری رہے، اور جب تک نیک بندے تیرا ذکر کرتے رہیں، اے اللہ تو ہمیں ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ جنت الفردوس میں جمع کرنا، آپؐ کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچانا، اور آپؐ کے حوض کوثر سے ہمیں ایسا پلانا کہ اس کے بعد پھر کبھی پیاسے نہ ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

☆☆☆

آج عالم کفر کا نشانہ مسلمان گھرانہ ہے

آئیے......!

اسے عالم کفر کے حملوں سے بچانے کی منصوبہ بندی کریں......اپنے گھروں کو رسول اللہ کے گھر کی مانند بنانے اور جہنم سے بچانے کی کوشش کریں۔

اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کیلئے

اس کتاب کو

عوام میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کے لیے ادارہ فری تقسیم کرنے کے خواہشمندوں سے خصوصی تعاون کریگا

ان شاء اللہ

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ